



درس قرآن

پیغامِ مُصطفیٰ

پرسوں میں رسولِ مآب کی تاریخِ حشر کی بارگاہِ کرام کیلئے



میلاد کی شرعی
حیثیت اور
منکرین میلاد

مولانا شہزاد احمد علی چوہدری

درس حدیث
سب کو جو کچھ ملا
حضورِ مآب

از: فقہِ مالکی حضرت علامہ مفتی محمد شرف الدین اعظمی

دارالافتاء

حق ہر کم از کم کتنا ہے؟

جو زمینیں کئی سالوں سے مزاحمتیں کے زیرِ کاشت

ہوں کیا شریعت ان کے مالک بن جائیں گے؟

مسجد کی بلائی منزل پر کھڑے کتنے لوگ

شیخ الحدیث والفقیر مفتی اعظم پاکستان علامہ محمد امجد علی عثمانی

کلامِ رضا اور عشقِ مُصطفیٰ

مولانا اختر الہ آبادی

قاسم خزانہ البیہ

مولانا حفیظ الرحمن

کیا صفر میں
بلائیں اترتی ہیں؟

مولانا فضل الرحمن

امیر المؤمنینؑ سے امیر معاویہؓ
ترجمہ از الفلاحیہ کائنات

مولانا شہزاد احمد علی چوہدری

ایڈیٹر محمد جمیل اعظمی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلَىٰ حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَىٰ شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوٍّ مِنْ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٍ
مُحَمَّدُ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَقَلَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمٍ
فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمَ الْوُجُحِ وَالْقُلُومِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَىٰ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

علم و تحقیق کا شاہکار شاندار مجلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الضیوۃ الشریعۃ فی الدینیۃ والسیاسۃ والقیامۃ

ماہنامہ عالمی اسلامیت
پاکستان
INTERNATIONAL
صفر المظفر 1434 ھ جنوری 2013

مخطوط مقامی کا نقیشت
نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کا علمدار

المصطفیٰ انظر شیخ اشباح حضور نبی کریم ﷺ قادیان
مدرسہ اسلامیہ مفتی محمد شرف قادری محدث نیکابادی

مشاورت

مفتی محمد معروف بہتان

ماہنامہ محمد عبدالشہید عینی

علامہ محمد عبدالرحمن قاسمی

معاونین

علامہ محمد فضل عینی قادیان

علامہ خالد محمود قادیان

علامہ اصغر علی قادیان

علامہ محمد اعظم قادیان

تحریر فی ہماہ
20 پی 250

U.S.A U.K
20 ڈالرز 40 ڈالرز

عہدہ ادارت
100 روپے سالانہ

قانونی شیعہ

چوہدری غلام رسول ایڈووکیٹ

خفایہ

محمد مسعود قادیان

ایڈیٹر

محمد حسین اعظمی

0333.8403147

0313.9292373

E mail

jazmi1971@yahoo.com

معاونین

دفتر فہرست الماسکی

کیلیگراف

محمد خالد قادیان

E mail

mkhalid1986@yahoo.com

پبلشر محمد مسعود قادیان ایمان ترموہ الجامعۃ الاشرفیہ علی محمد کرنی گجرات ٹوٹ ادارہ کا مضمون انکار کی رائے سے مشفق ہوئے ضروری نہیں۔

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ "عالمی اسلامیت" الجامعۃ الاشرفیہ علی محمد کرنی گجرات

حاصلِ ترتیب

صفحہ 3

حمید و نعت

پروفیسر محمد رفیع الدینی

صفحہ 4

بندھوتے بازار کے
مٹھائے چرائے

پروفیسر خلیفہ الرحمن

صفحہ 6

پیغامِ مصطفیٰ

پروفیسر خلیفہ الرحمن

صفحہ 14

سب کو جو کچھ ملا
حضورؐ کے ملا

پروفیسر محمد رفیع الدینی

صفحہ 18

دارالافتاء

پروفیسر محمد رفیع الدینی

صفحہ 21

قاسم خزانہ البیہ

پروفیسر محمد رفیع الدینی

صفحہ 27

میلاد کی شرعی
حیثیت اور
منکرین میلاد

پروفیسر محمد رفیع الدینی

صفحہ 33

کلامِ رضا
اور عشقِ مصطفیٰ

پروفیسر محمد رفیع الدینی

صفحہ 36

کیا صفر میں
بلائیں اترتی ہیں؟

پروفیسر محمد رفیع الدینی

صفحہ 38

امیر المؤمنینؑ کا امیر معاویہؓ
ترجیحی ذرا لائقِ تکرار

پروفیسر محمد رفیع الدینی

حکایت

میں تو جب ڈوبنے جاؤں، وہ بچانے آئے
بھول کر بھی جو گروں، مجھ کو اٹھانے آئے

جب بھی حالات کٹھن سخت زمانے آئے
اس کو سوچا تو سکوں خواب سہانے آئے

چھوڑ دیتا ہے کبھی اور تڑپ کی خاطر
دل سلگ اٹھے تو رحمت کو بہانے آئے

اپنی تخلیق بگڑنے نہیں دیتا، ہر دم
حسن تازہ میں نئے رنگ بنانے آئے

میں کسی اور چلا ساتھ رہا ہے میرے
راہ بھولوں تو مجھے راہ دکھانے آئے

رات بھر ہوتے رہے درد کے خلعت تقسیم
کون جاگا ہے، کسے ہاتھ خزانے آئے

اُس کی دلیہز سے قائم رہی نسبت، کتنی
جب بھی اٹھے سر تسلیم جھکانے آئے

(عجلۃ)

(عجلۃ)

پروفیسر محمد رفیع کتبی

بندھوتے بازار کے مٹھائے چراغ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ طرز گفتگو اگرچہ آج کل کے فیشن کا حصہ ہے کہ علماء دین رفتار زمانہ کا ساتھ نہیں دے پارہے، قال اقول کے گنبد میں بند ہو کر رہ گئے ہیں، ان کا نصاب تعلیم ایک ٹھہرا ہوا تالاب ہے، مجادلہ اور مناظرہ کی ایک الگ تھلک اور اپنی دنیا آباد کئے ہوئے ہیں، اپنے طلباء میں معاشرے کا مفید اور کارآمد شہری بننے کی امنگ پیدا کرنے میں ناکام رہے ہیں، مخصوص وضع قطع کے باعث اپنی ہی ہستی میں اجنبی سے لگتے ہیں، اپنے مدرسوں کا ہر وہ کواڑ بند کر کے بیٹھے ہیں جہاں سے تازہ ہوا کے گزر کا ذرا بھی امکان ہو، ماضی کی آغوش میں آسودگی ڈھونڈنا ان کا دلچسپ مشغلہ ہے، حال سے منہ موڑ کر اور مستقبل سے پیٹھ پھیر کر نامعلوم منزل کے مسافر ہیں، یہ لوگ شکستہ مفوں کے دل برداشتہ امام ہیں، بکھرے ہوئے لشکر کے سپہ سالار ہیں، اجڑی ہوئی بزم کے دودھ چراغاں ہیں، اٹنی ہوئی بساط کے پٹے ہوئے مہرے ہیں، ہاری ہوئی بازی کے تھکے ہوئے کھلاڑی ہیں، عصر حاضر کے پرشور قافلے کے چھڑے ہوئے مسافر ہیں، کارزار حیات میں ان کی سانس پھول چکی ہے، بھلے وقتوں میں اذان دے کر تہ حراب مسجد سو گئے ہیں اور اب شامہ شور قیامت انہیں جگا سکے۔

یہ اور اس طرح کے نوکیلے اور کٹیلے جملے علماء اور رجال دین اپنے بارے سنتے رہتے ہیں، تاہم یہ ماننا پڑے گا کہ علماء نے زمانے کو اپنے ساتھ ملایا ہے البتہ زمانے کی رگہ رفتاری کا ساتھ نہیں دیا، قال اقول کے گنبد میں بند رہے ہیں مگر قرآن وحدیث کا سرچشمہ کسی دور میں بند نہیں ہونے دیا، مانا کہ ان کا نصاب تعلیم ٹھہرا ہوا تالاب ہے لیکن تعلیم کے نام پر یہہودگی کا سیلاب ان کا لایا ہوا نہیں، مجادلہ و مناظرہ کی ان کی دنیا الگ کبھی لیکن اباحت پرستی کے محاکمہ و محاسبہ کی رسم جاری رکھی، پیوند لگے پیر بن کے باعث اپنی ہستی میں اجنبی تو لگتے ہیں لیکن کبھی انگریز کے اترن مہکن کر نہیں اترائے، تازہ ہوا کیلئے کواڑ بند کر دینے والے انہیں بجا لیکن عہد نبوت کی خوشبو کو تہذیب فرنگ کی آلودہ فضا میں تحلیل نہیں ہونے دیا، ماضی کی آغوش میں ان لوگوں نے آسودگی ضرور ڈھونڈی ہے اس لئے کہ حال کی گود میں محض دردنگی نے پرورش پائی ہے، انہوں نے زمانہ حال سے منہ نہیں موڑا زمانے کی حالت سے اپنا رشتہ توڑا ہے مستقبل سے پیٹھ نہیں پھیری بلکہ ہر بدنام کوچے کی پھیری لگانے سے بازار ہے، یہ نامعلوم منزل کے مسافر نہیں بلکہ سوہوم منزلوں سے گریزاں ہیں، ان کی محض ضرورت ٹھٹھکیں لیکن یہ لوگ مصلے چھوڑ کر نہیں بھاگے، ان کا لشکر بلاشبہ بکھرا ہوا ہے لیکن سالار لشکر نے اپنا مورچہ نہیں چھوڑا، اجڑی بزم کا دودھ چراغاں کہنے والے یاد رکھیں کہ یہی دھواں مطلع بہاراں بنے گا، یہ لوگ اٹنی بزم کے پٹے ہوئے مہرے نہیں بلکہ جب بزم کی روایات الٹ گئیں تو یہ لوگ سرعام پٹ گئے، انہیں ہاری ہوئی بازی کے تھکے ہوئے کھلاڑی وہ لوگ کہتے ہیں جو زمانہ سازی میں طاق رہے۔

عہد حاضر کے پرشور قافلے سے علماء ضرور چھڑ گئے ہیں کیوں کہ ان کا کام شور برپا کرنا نہیں شعور پیدا کرنا ہے، کارزار حیات میں ان کی سانس نہیں پھولی بلکہ ان کی سانس اکھڑی ہوئی ہے یہ لوگ تہ حراب مسجد نہیں سوئے افراد زمانہ فرنگی بلکہ ع میں کھو گئے ہیں، ان لوگوں نے ہمیشہ

بروقت اذان دی، بکیر کئی، مٹیں بجھائیں، مسجدیں آباد کیں، محراب سجائے، منبر پر فردوس رہے، لوگوں کو خدا کی طرف بلایا، اسوۂ رسول ﷺ بتایا، مدارق و باطل واضح کیا، معیار خیر و شر کو ملحوظ رکھا، وہ دن اور آج کی گھڑی، دنیا کی حشر سامانوں نے خون کے رشتے بھلا دیئے مگر یہ مسجد سے چنے رہے، ہر دور میں اہل دنیا نے اپنا قبلہ حاجات بدل کر یہ ایک در کے ہو رہے، ہر لمحہ اہل ہوس نے پلٹا کھلایا، مگر یہ اپنے عقیدے پر جیسے رہے، ہر ساعت حسن پرستوں نے قرینہ محبت بھلایا مگر یہ ایک ہی طریقے پر اڑے رہے، اصحاب فرد نے ہر بار اپنی زندگی کے آئین کوڑے مگر یہ ارباب دل اپنے دین سے جڑے رہے۔

ان کی غربت نے دین کو عزت دی، ان کی ہر شکست آرزو دین کی آمدین مٹی، اپنے سینے پر ہر تمنہ ملامت سجاتے رہے مگر دین کے دامن کو داغ ندامت سے بچاتے رہے، ان کی فاقہ مستی نے اہل اسلام کو ہستی بخشی، یہ خود برباد رہے مگر کوچہ دین کو آباد رکھا، یہ لوگ عمر بھر در بدر رہے مگر دین کو غیروں کی نذر نہیں ہونے دیا، ان کی خاندان پرانی نے دین کو تباہی و جولاہی دی، ان کا وجود حجروں میں سمٹتا گیا مگر پیغام اسلام ہر سو پھیلتا گیا گردش زمانہ سے ان کا قد کاٹھ گھٹتا گیا مگر دین کا رعب داب بڑھتا گیا، ہر دور میں ہستی کو تباہ ہونے دیا مگر ہر حال میں دین کا وجود رہنے دیا۔

آج عالم اسلام جو کچھ ہے اور جتنا کچھ ہے وہ کسی کاغذ شاہی کی سرپرستی کا نتیجہ نہیں بلکہ علماء کی فاقہ مستی کا ثمرہ ہے، اگر دین کو کسی قصر مرمر کا سایہ دیوار نصیب ہوتا تو کب کا دب کر مسما ہو چکا ہوتا، یہ مسجدوں، خانقاہوں اور مدرسوں کا فیضان ہے کہ ہزار حادثوں کے باوجود اسلام میں بھر پور توانائی اور عالم اسلام میں ایک جان ہے، کفر نے جب بھی یلغار کی مسجدیں مورچے بن گئیں اور مدرسے محاذ!

حکومتی تقدیرات ہمیشہ مات کھا گئی، مدرسوں کا ساگ بھات دیوار آہن ثابت ہوا۔ جس نے باطل کا زور توڑا اور سر پھوڑا، آج یورپ اور امریکہ جس اسلام کے سامنے بند باندھنے کا مشترکہ منصوبہ بنارہے ہیں وہ حکمرانوں کا نہیں ان دیوانوں کا اسلام ہے یہی وہ دیوانے ہیں جو مشرورں اور دیوانوں کی تیز کے بغیر شمع اسلام فروزاں کئے چلے آ رہے ہیں۔ بند ہوتے ہوئے بازاروں میں یہ چراغ قیمت ہیں۔

.....اعتذار.....

ماہ دسمبر کے شمارے میں محمد افضال حسین نقشبندی کے عمرہ و مطبوعہ مضمون ”اسامیل دہلوی کی تقویۃ الایمان میں دیوبندی تحریفات“ پر اظہار خیال فرماتے ہوئے جنس (ریٹائرڈ) نذیر احمد غازی نے صفحہ ۳۷ پر اقتباس نمبر ۵ کالم نمبر ۲ میں بعض جملوں کی نشاندہی کی ہے کہ وہ نامناسب ہیں انہیں مضمون کا حصہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔

ادارہ ہذا بھی غازی صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہے۔ اور اس نوعیت کے الفاظ سے مکمل برکت کا اظہار کرتا ہے اور آئندہ مضمون نگار حضرات سے امید رکھتا ہے کہ وہ حضور ﷺ کی نسبت سے الفاظ کا انتخاب نہایت حسین اور محتاط انداز میں کریں گے۔

ہم اس سلسلہ میں غازی صاحب کا شکریہ ادا کرنا واجب سمجھتے ہیں کہ انہوں نے رسالہ کا مطالعہ غائر نگاہ سے فرمایا اور ہماری رہنمائی فرمائی۔

پیغامِ مصطفیٰ ﷺ

پیرائیں غلامِ رسولِ تاقی قادرِ مہذبِ دامت برکاتہم العالیہ

۴: دنیا کی جامع ترین زبان، عربی:

آپ ﷺ کی زبان عربی ہے۔ عربی زبان ایک نہایت جامع زبان ہے۔ تھوڑے لفظوں میں وسیع مفہوم کو سمیٹ سکتی ہے۔ مثلاً اردو میں ہم کہتے ہیں:

”اللہ ایک ہے۔“

اس کا انگریزی ترجمہ اس طرح ہے۔

”God is one“

اس کا عربی ترجمہ اس طرح ہے:

”اللہ واحد۔“

آپ غور فرمائیں! اردو، انگریزی میں تین تین لفظ استعمال ہوئے ہیں۔ جبکہ عربی میں یہی مفہوم دو لفظوں میں بیان ہو گیا ہے۔ ایک اور مثال دیکھئے:

عربی: ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔“

اردو: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

انگریزی:

No one is able to be worshiped
except Allah.

آپ ﷺ کا دنیا کے مرکز میں تشریف لانا اور پھر آپ کی زبان اور قرآن کی زبان کا دنیا کی جامع ترین زبان ہونا بھی آپ ﷺ کی نبوت کی تائید کرتا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا
نَبِيَّ بَعْدَهُ۔“

”قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعاً۔“

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہتمام

۱: پوری دنیا کا مرکز:

ہمارے نبی کریم ﷺ ملکِ عرب میں بھیجے گئے۔ یہ پوری دنیا کے وسط میں موجود ہے۔ آپ دنیا کا نقشہ اٹھا کر دیکھ لیں۔ ملکِ عرب افریقہ، یورپ اور ایشیا تینوں کی سرحد پر واقع ہے۔ اس کے مشرق بحیرہ میں آسٹریلیا اور مغرب بحیرہ میں امریکہ موجود ہے۔

اس سے بھی زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ جس شہر میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اس شہر کا نام مکہ ہے اور لغت میں مکہ زمین کی ناف کو کہتے ہیں اور ہڈی کے مرکزی گوڈے کو بھی کہتے ہیں۔ لغت کی مشہور کتاب مفردات میں لکھا ہے:

”سَمِيَتْ بِذَلِكَ لِأَنَّهَا فِي وَسْطِ الْأَرْضِ۔“

”مکہ کو مکہ اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ زمین کے وسط میں

موجود ہے۔“ (۱)

گویا عرب سے اُٹھنے والی آواز پوری دنیا میں چاروں طرف ایک ہی رفتار کے ساتھ پہنچ سکتی ہے اور آپ کی اس مرکزی شہر میں ولادت آپ کی رسالت کو تقویت دینے کا خدا کی انتظام ہے۔

۳: محمد، قرآن اور اسلام:

ہمارے نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ”محمد“ ہے ”محمد“ کا معنی ہے جس کی تعریف کی گئی ہو، یہ نام ہی بتا رہا ہے کہ اس ہستی میں کمال موجود ہے اور یہ ہر عیب سے پاک ہے۔ اتنا خوبصورت نام دنیا کے کسی متغیر یا مذہبی پیشوا کا نہیں ہوا۔

آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کا نام ”قرآن“ ہے۔ ”قرآن“ کا معنی ہے بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتاب۔ آپ پوری دنیا گھوم کر دیکھ لیں۔ واقعی قرآن اپنے اصلی الفاظ کیساتھ پڑھا جا رہا ہے اور سب کتابوں سے زیادہ پڑھا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے حافظوں کی تعداد گن کر دکھانا ممکن ہی نہیں۔ بے شمار زبانوں میں اس کے ترجمے اور تفسیریں بھی لکھ دی گئی ہیں اور مدارس میں ہر گلی ہر کوچے میں بے تحاشا پڑھا اور پڑھایا جا رہا ہے۔

ہمارے دین کا نام ”اسلام“ ہے۔ اسلام کا معنی ہے مان لینا اور تسلیم کر لینا۔ مطلب یہ ہے کہ جو بھی مان لے، اسلام کے دروازے اس کیلئے کھلے ہیں۔ اسلام کے لفظ میں کسی شخصیت، قوم، علاقے اور محدود وقت کی یو بھی موجود نہیں ہے۔ باقی تمام مذاہب کے نام ہی بتاتے ہیں کہ وہ یا تو کسی شخصیت کی طرف منسوب ہیں یا کسی علاقے یا قوم تک محدود ہیں۔ جب کہ اسلام عالمگیر اور پوری انسانیت کا مذہب ہے۔ اسی لئے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا“
”اے نبی کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“ (۲)

کمالات اور معجزات

۱: انسانی زندگی کا مقصد:

مسلمان کی زندگی عام لوگوں کی طرح بے مقصد نہیں ہوتی بلکہ اسلام بتاتا ہے کہ انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟

”قرآن شریف“ میں ارشاد ہے:

”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ“
”میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے۔“ (۳)

دوسری جگہ فرمایا:

”خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا“

”اللہ نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے عمل کس کے ہیں۔“ (۴)

قرآن نے واضح کر دیا کہ انسان کی زندگی کا مقصد محض روٹی کھانا یا بچے پیدا کرنا نہیں بلکہ اپنی سیرت و کردار کو درست رکھنا مقصد ہے۔ روٹی کیلئے ایک کتاب بھی دوسرے کتے سے لڑتا ہے اور مٹی کی ٹاپ خنزیر بھی کرتا ہے، پھر انسان اگر ان سے متاثر ہے تو کبھی وجہ سے؟ یہی وہ فرق ہے جسے نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے غیر مسلم دنیا بتا رہی ہے۔ جس کی بجائے جہنم کی راہ روٹی نے جو جوانوں کو شادی کے قابل بھی نہیں رہنے دیا، ایڈز اور طرح طرح کی بیماریوں نے جکڑ لیا ہے۔ ایسے جو جوانوں کو اسلام کے دامن کے سوا کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ يَضُمُّ لِي صَائِيْنَ رَحِيْمٍ وَمَائِيْنَ رَجِيْمٍ أَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ“

”جو شخص مجھے اس کی ضمانت دے جو دو چیزوں کے درمیان ہے اور جو دو ناگموں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“ (۵)

اس حدیث کے الفاظ اور ان کی معنی خیزی پر غور کیجئے! اور دنیائے انسانیت کی اخلاقی تعمیر کے حوالے سے بھی اس پر غور فرمائیے! دو چیزوں کے درمیان والی چیز یعنی زبان کو صحیح استعمال کرنے کا حلق حقوق العباد سے ہے اور دو ناگموں کے درمیان والی چیز یعنی

۱۔ ”الاعراف“: ۱۵۸-۱۵۷۔

۲۔ ”الزمر“: ۵۶۔

۳۔ ”الشعر“: ۲۔

۴۔ ”بخاری“: حدیث: ۶۱۷۴۔

شرمگاہ کے صحیح استعمال کا تعلق حقوق اللہ سے ہے، مختصر سے الفاظ میں دنیا کے خطرناک ترین امراض کا علاج کر دیا گیا ہے۔

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: ”يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَنْ أَكْبَسُ النَّاسَ وَأَحْزَمُ النَّاسَ؟“ ”سب سے زیادہ سمجھدار اور محتاط شخص کون ہے؟“

فرمایا:

”أَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ وَأَشَدَّهُمْ إِسْتِعْدَادًا لِلْمَوْتِ قَبْلَ نَزُولِ الْمَوْتِ أُولَئِكَ هُمُ الْأَكْيَاسُ، ذَهَبُوا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَكَرَاهَةِ الْآخِرَةِ۔“

”جو شخص سب سے زیادہ موت کو یاد کرتا ہو اور سب سے زیادہ موت کیلئے تیار ہو اس سے پہلے کہ موت نازل ہو، وہی لوگ سب سے زیادہ سمجھدار ہیں، وہی دنیا کا شرف اور آخرت کی کرامت پا گئے ہیں۔“ (۶)

۲: وسیع ترین تعلیمات:

ہمارے نبی کریم ﷺ نے زندگی کے ہر شعبے میں راہنمائی فرمائی ہے۔ کھانے پینے اور سونے جاگنے جیسے ذاتی معاملات ہوں، نکاح طلاق اور حقوق العباد جیسے ازدواجی اور معاشرتی معاملات ہوں یا سیاسیات، معاشیات و ترجیحات جیسی سیاستیں ہوں، انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اس عظیم پیغمبر کی تعلیمات سے تشنہ نہیں۔ آپ ایک ہی وقت میں ایک عظیم ترین انسان، اعلیٰ ترین مصلح اخلاق، حیرت انگیز معیشت دان، ماہر ترین قانون ساز، منصف ترین جج، سمجھدار سیاست دان اور بندہ پروردگار ہیں۔

اتنی مصروفیات کے باوجود آپ اپنے بیوی بچوں کو بھی وقت دیتے تھے۔ ہر وقت اللہ کی یاد میں رہتے تھے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر اللہ کی عبادت کرتے کرتے آپ کے پاؤں مبارک پرورم آ جاتا تھا۔

یہاں ہم محض نمونے کے طور پر مختلف علوم سے متعلق محض

ایک ایک قرآنی آیت آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس سے آپ کو تفصیلی معلومات کا خود بخود اندازہ ہو جائے گا:

۱: سائنس:

”آسمان اور زمین آپس میں جڑے ہوئے تھے تو ہم نے انہیں پھاڑ کر جدا کیا اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا۔“ (۷)

۲: معاشیات:

”غنیمت کا مال اللہ اور رسول کیلئے، رشتہ داروں کیلئے، یتیموں کیلئے، مسکینوں کیلئے اور مسافروں کیلئے ہے تاکہ دولت محض امیر لوگوں میں گردش نہ کرتی رہے۔“ (۸)

۳: معاشرت:

”اے لوگو! ہم نے جنہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور ہم نے جنہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار رہے۔“ (۹)

۴: اخلاقیات:

اللہ کے پسندیدہ بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں، جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ انہیں سلام کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔“ (۱۰)

ہمارے نبی کریم ﷺ کا اخلاق ایسا تھا کہ تمام انسانوں کی عمریں کھپ جائیں تو پھر بھی اخلاق ایسا اعلیٰ درجہ حاصل نہ کر سکیں۔ دشمن کیلئے اپنی چادر بچھا دینا اور اپنے سر پر کوڑا پھینکنے والی کی تیارواری کو چلے جانا اسی معلم اخلاق کا کام ہے۔

۵: سیاسیات:

”اللہ جنہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہلوں کے حوالے کر دو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کیساتھ فیصلہ کرو۔“ (۱۱)

۶: ”المعجم الاوسط للطبرانی“ حدیث نمبر: ۶۴۸۸۔

۷: ”البقرہ“ ۲: ۲۱۔

۸: ”حشر“ ۵۹: ۷۔

۹: ”الحجرات“ ۱۳۔

۱۰: ”الفرقان“ ۲۵: ۶۳۔

۱۱: ”النساء“ ۴: ۵۸۔

۶: تعلیم:

”اگر تمہیں خود معلوم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ لیا کرو۔“ (۱۲)

۷: ترجیحات:

”اس نبی کے مہاجر اور انصار ساتھی اپنی ضروریات پر دوسروں کی ضروریات کو ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود شدید حاجت ہو۔“ (۱۳)

۸: پیغمبرانہ باتیں:

آپ کی تمام تعلیمات آپ کے سچا پیغمبر ہونے کی تائید کرتی ہیں۔ یہاں ہم آپ کی دانائی یعنی حکیمانہ باتوں کے چند ایسے نمونے پیش کرتے ہیں جن کے سامنے دنیا بھر کے دانشور دم بخود ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

۱: ”التَّوَدُّ دَلَالِي النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ۔“

”لوگوں سے محبت کیساتھ پیش آنا آدمی عقل ہے۔“ (۱۴)

۲: ”لَيْسَ الْخَبِيرُ كَالْمُعَايِنَةِ۔“

”سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی جیسی نہیں ہوتی۔“ (۱۵)

۳: ”الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ۔“

”غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہے۔“ (۱۶)

۴: ”الرِّقْتُ صَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ۔“

”خرچ میں میانہ روی آدمی معاشیات ہے۔“ (۱۷)

۵: ”إِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبُونَةٌ۔“

۱۲: ”الحل ۱۶: ۴۳۔“

۱۳: ”حشر ۹: ۵۹۔“

۱۴: ”شعب الایمان للبیہقی“ حدیث رقم: ۶۵۶۸، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۳۷۔

۱۵: ”مسند احمد“ حدیث رقم: ۲۴۵۱، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۵۵۔

۱۶: ”مسلم“ حدیث رقم: ۲۴۲۰، ”بخاری“ حدیث رقم: ۶۴۴۶، ”ترمذی“ حدیث رقم: ۲۳۷۳، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۴۰۔

۱۷: ”شعب الایمان للبیہقی“ حدیث رقم: ۶۵۶۸، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۳۷۔

۱۸: ”ابن ماجہ“ حدیث رقم: ۳۶۶۶، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۵۰۔

۱۹: ”مسلم“ حدیث رقم: ۶۵۱۷، ۶۵۱۶، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۳۹۔

۲۰: ”ترمذی“ حدیث رقم: ۲۰۳۳، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۳۲۔

۲۱: ”ابوداؤد“ حدیث رقم: ۴۸۴۲، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۴۴۔

۲۲: ”ترمذی“ حدیث رقم: ۲۰۱۲، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۳۱۔

۲۳: ”شعب الایمان للبیہقی“ حدیث رقم: ۸۱۴۰، ”المستند“ حدیث رقم: ۱۷۵۶۔

۲۴: ”مسند الفردوس“: ۳۷۱۰، ”جلاء الافہام“ صفحہ: ۱۹۔

”اولاد بخیل اور بزدل بنا دیتی ہے۔“ (۱۸)

۶: ”الْمَرْءُ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطْلُعَ عَلَيْهِ النَّاسُ۔“

”یعنی نیکی اچھے اخلاق ہیں اور برائی وہ ہے جو تیرے دل میں چھپے اور تو اسے لوگوں سے چھپانا چاہے۔“ (۱۹)

۷: ”لَا حِلِّمَ إِلَّا ذُو عَشْرَةٍ وَلَا حَكِيمَ إِلَّا ذُو تَجَرِبَةٍ۔“

”حلیم وہی ہو سکتا ہے جسے ٹھوکریں لگی ہوں اور حکیم وہی ہے جس کے پاس تجربہ ہو۔“ (۲۰)

۸: ”انزلوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ۔“

”لوگوں سے ان کے مرتبے کے مطابق عیش آؤ۔“ (۲۱)

۹: ”الْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔“

”جلدی شیطان کراتا ہے۔“ (۲۲)

۱۰: ”مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ۔“

”جو عا جزی میں رہتا ہے اللہ اسے بلند کر دیتا ہے۔“ (۲۳)

۱۱: ”صَلُّوا عَلَى أَنْبِيَائِ اللَّهِ وَرُسُلِهِ فَإِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُهُمْ كَمَا يَبْعَثُنِي صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ۔“

”اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور اس کے تمام رسولوں پر صلوة

بھیجا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں بھیجا ہے جیسا کہ مجھے بھیجا ہے۔

صَلَوَاتُ اللَّهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ۔“ (۲۴)

ہم نے آپ کے صرف گیارہ ارشادات نمونے کے طور پر

پیش کئے ہیں۔ ورنہ آپ کی ہر بات اسی طرح علمی اور گہری ہوتی ہے۔
۳: معجزات:

معجزات کسی بھی نبی کی نبوت کا اولین ثبوت ہوتے ہیں۔ معجزہ کا معنی ہے لوگوں کو عاجز کر دینے والا کام۔ یہ عام روٹین اور عادت کے خلاف ایسا کمال درجہ کا کام ہوتا ہے جسے دیکھ کر لوگ حیران رہ جائیں اور حقیقتیں عاجز آجائیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے بے شمار معجزات دکھائے ہیں۔ مثلاً:

۱: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”ایک بھیڑیا بکریوں کے ریوڑ کے پاس آیا اور اس میں سے ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اسے تلاش کیا اور اس سے بکری چھین لی۔ وہ بھیڑیا ایک چٹان پر چڑھ کر کتے کی طرح بیٹھ کر دم ہلانے لگا اور کہنے لگا میں نے اللہ کے دیے ہوئے رزق کے حصول کی کوشش کی اور اسے پکڑ لیا۔ مگر تم نے اسے مجھ سے چھین لیا۔ اس آدمی نے کہا اللہ کی قسم میں نے آج کی طرح بھڑیے کو بات کرتے ہوئے نہیں سنا۔ بھیڑیے نے کہا اس سے بھی حیرت انگیز وہ آدمی ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان والے نخلستان میں تمہیں بتاتا ہے جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے۔ وہ آدمی یہودی تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ ساری بات بتائی اور مسلمان ہو گیا۔“ (۲۵)

۲: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی محفل میں تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی آیا جس نے سوسار (گھو) کو شکار کر کے پکڑا ہوا تھا۔ کہنے لگا یہ کون ہے؟ صحابہ کرام نے بتایا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ کہنے لگا لات اور عزلی کی قسم میں تم پر اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا جب تک یہ سوسار تم پر ایمان نہ لے آئے۔ یہ کہا اور سوسار کو نبی کریم ﷺ کے سامنے پھینک دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے سوسار! اس نے بڑی واضح زبان کیساتھ جواب دیا جسے تمام لوگوں نے سنا۔ کہنے لگا میں حاضر ہوں اور ہر خدمت کیلئے تیار ہوں اے قیامت کے دن لچالوں

کے لچال۔ فرمایا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ اس نے کہا اس ذات کی جس کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے، جسکی بادشاہی زمین میں ہے، جس کے راستے سمندر میں ہیں، جسکی رحمت جنت میں ہے اور جسکی ناراضگی جہنم میں ہے۔ فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے کہا رب العالمین کے رسول اور آخری نبی، وہ قلاح پامیہا جس نے آپکی تصدیق کی اور وہ رسوا ہوا جس نے آپ کو جھٹلایا۔ وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔“ (۲۶)

۳: حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابن عباس اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ:

”ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ صحرا میں تھے۔ ایک آواز دینے والے نے آواز دی، یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے دھیان دیا مگر کوئی چیز نہ دیکھی۔ پھر دوبارہ متوجہ ہوئے تو ایک ہرنی پر نظر پڑی جو بندھی ہوئی تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میرے قریب تشریف لائیے۔ آپ اس کے قریب تشریف لے گئے۔ فرمایا تمہاری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس پہاڑ میں میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھے کھول دیں تاکہ میں انہیں جا کر دو دوہ پلاؤں اور پھر آپکے پاس واپس آ جاؤں۔ فرمایا ایسا ہی کرو گی؟ اس نے کہا اگر ایسا نہ کروں تو اللہ مجھے جگا ٹیکس لینے والوں جیسا عذاب دے۔ آپ نے کھول دیا۔ وہ چلی گئی اپنے بچوں کو دو دوہ پلایا اور واپس آ گئی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے باند دیا۔ اتنے میں دیہاتی جاگ گیا۔ (جس نے اسے شکار کر کے قید کر رکھا تھا)۔ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھ سے کوئی کام ہے؟ فرمایا ہاں اسے آزاد کر دو۔ اس نے اسے آزاد کر دیا، وہ تیزی سے بھاگ گئی اور کہہ رہی تھی میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“ (۲۷)

۴: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ لوگوں نے وضو کا پانی حلاش کیا مگر انہیں پانی نہ ملا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس وضو کا برتن لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں

۲۵: ”مسند احمد“ رقم حدیث: ۸۰۸۳، ”المستند“ حدیث: رقم: ۲۲۹۔

۲۶: ”الشفاء“ ۱/۲۰۴، ”الوفاء“ ۱/۳۳۶، ”المستند“ حدیث: رقم: ۲۷۰۔

۲۷: ”الشفاء“ ۱/۲۰۷، ”الوفاء“ ۱/۳۳۵، ”المستند“ حدیث: رقم: ۲۷۱۔

اپنا ہاتھ مبارک ڈالا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب لوگ اس میں وضو کرو۔
میں نے پانی کو آپ کی اگلیوں کے درمیان سے پھونکنے دیکھا۔ لوگوں
نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا۔“ (۱۸)

۵: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:
”ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ایک غزوہ کیلئے نکلے۔
راستے میں ہمیں شدید بھوک لگی، حتیٰ کہ ہم نے اپنی سواری کے بعض
اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا اور ہم
نے اپنا زاد سفر اکٹھا کر دیا۔ ہم نے اس کیلئے ایک دسترخوان بچھایا۔
دسترخوان پر سب لوگوں کے پاس موجود کھانا جمع ہو گیا۔ فرمایا میں نے
گردن اٹھا کر دیکھا تا کہ اندازہ لگا سکوں کہ کھانا کتنا ہے۔ میں نے
اندازہ لگایا کہ بیٹھی ہوئی بکری کے برابر ڈیر لگ گیا۔ جبکہ ہم چودہ
سوا دی تھے۔ ہم نے کھانا کھا یا حتیٰ کہ ہم سب سیر ہو گئے۔ پھر ہم نے
اپنے اپنے تھیلے بھی بھر لئے۔“ (۱۹)

۶: حضرت ثہم بن عدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:
”جنگ احد میں حضرت ابو قتادہ بن نعمان ظفیری کی آنکھ نکل
گئی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے۔ آنکھ ان کے ہاتھ پر
تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو قتادہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا
یا رسول اللہ یہ وہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ فرمایا اگر چاہو تو میرا
اور تمہیں جنت ملے۔ اور اگر چاہو تو میں اسے واپس رکھ دوں اور اللہ
سے دعا کروں اور اس میں تیرا کچھ بھی نقصان نہ ہو۔ انہوں نے عرض کیا
یا رسول اللہ بے شک جنت ایک عظیم اجر ہے اور زبردست عطا ہے لیکن
میں ایسا آدمی ہوں کہ اپنی بیویوں کی طرف سے کانے پن کا طعنہ سننے کا
خدا شہ محسوس کر رہا ہوں۔ وہ میری طرف التفات ہی نہیں کریں گی۔
آپ میری آنکھ بھی مجھے لوٹا دیں اور اللہ سے میرے لئے جنت بھی

مانگیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو قتادہ میں ابھی کرتا ہوں۔ پھر رسول
اللہ ﷺ نے اسے اپنے ہاتھ مبارک سے پکڑا اور اسے اپنی جگہ پر رکھ
دیا۔ وہ انکی دوسری آنکھ سے بھی بہتر ہو گئی۔ حتیٰ کہ انکی وفات ہو گئی۔
آپ ﷺ نے ان کیلئے جنت کی بھی دعا فرمائی۔“ (۲۰)

۷: حضرت ابن مسکد رتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:
”رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ روم یا اسر کے علاقے میں اپنے لشکر سے چھڑ گئے۔ وہ لشکر کی
تلاش میں بھاگتے ہوئے جا رہے تھے۔ انہیں اچانک ایک شیر ملا۔ آپ
نے فرمایا اے ابو حارث! میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں۔
میرے ساتھ اس اس طرح ہوا ہے۔ شیر دم ہلاتا ہوا ان کے سامنے آیا
حتیٰ کہ ان کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ جب وہ کہیں سے آواز سنتا تو
اس کی طرف بھاگ پڑتا تھا۔ پھر آکر آپ کے ساتھ چلنے لگتا تھا۔ حتیٰ
کہ لشکر تک پہنچ گیا۔ پھر شیر واپس آ گیا۔“ (۲۱)

۸: حضرت حسن فرماتے ہیں کہ:
”ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آکر عرض کرنے لگا،
میں نے اپنی چھوٹی سی بیٹی کو فلاں وادی میں پھینکا ہے۔ آپ ﷺ اس
کے ساتھ وادی میں تشریف لے گئے۔ اور اس کا نام لے کر اسے آواز
دی اے فلان، اللہ کے اذن سے مجھے جواب دو۔ وہ نکل آئی اور کہہ رہی
تھی لَبَّيْكَ وَنَعْدِيكَ۔ آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ مسلمان ہو چکے
ہیں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں ان کے پاس واپس لے آؤں۔ اس نے
عرض کیا مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ میں نے اللہ کو ان دونوں سے زیادہ
مہربان پایا ہے۔“ (۲۲)

۹: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:
”مکہ والوں نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ طلب کیا تو آپ

۱۸: ”بخاری“ حدیث رقم: ۳۵۷۳، ۱۶۹، ”مسلم“ حدیث رقم: ۵۹۴۲، ”ترمذی“ حدیث رقم: ۳۶۳۱، ”تساوی“ حدیث رقم: ۷۶، ”المستند“
حدیث رقم: ۲۷۲۔

۱۹: ”مسلم“ حدیث رقم: ۴۵۱۸، ”المستند“ حدیث رقم: ۲۷۷۔

۲۰: ”مستدرک حاکم“ حدیث رقم: ۵۳۵۹، ”دلائل النبوة للبیہقی“ ۳/۱۵۱، ۲۵۳، ۲۵۲، ”الوفا“ ۱/۳۳۳، ”المستند“ حدیث رقم: ۲۸۴۔

۲۱: ”المصنف لمہذب الزی“ حدیث رقم: ۲۰۵۴۴، ”دلائل النبوة للبیہقی“ ۶/۴۵۰، ”شرح السنة“ حدیث رقم: ۳۷۳۲، ”مستدرک حاکم“ حدیث رقم: ۴۲۸۸،
”المستند“ حدیث رقم: ۲۹۱۔

۲۲: ”الشفا“ جلد: ۱، صفحہ: ۲۱۱، ”المستند“ حدیث رقم: ۲۹۳۔

نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے حتیٰ کہ انہوں نے اس کے دونوں ٹکڑوں کو درمیان سے چراہوا دیکھا۔“ (۳۳)

۱۰: حضرت اسماء بنت عمیس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہَا سے دو طرح سے مروی ہے کہ:

”نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کی گود میں تھا۔ وہ عصر کی نماز نہ پڑھ سکے حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اے علی! کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ عرض کیا نہیں فرمایا اے اللہ یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ اس کیلئے سورج واپس کر دے۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے اسے ڈوبا ہوا دیکھا تھا پھر دیکھا کہ غروب کے بعد طلوع ہو گیا اور پہاڑوں اور زمین پر ٹھہر گیا ہے۔ یہ خیر کے علاقے میں موضع صہباہ کا واقعہ ہے۔“ (۳۴)

۵: غیب کی خبریں:

”عَنْ عَمْرِو بْنِ الْأَخْطَبِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ صَلَّی بِنَا رَسُولُ اللہ ﷺ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ، فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا۔“

”حضرت عمرو بن اخطب انصاری رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز ادا فرمائی اور منبر پر تشریف لے گئے، ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آگیا، آپ منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے، پھر ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر کا وقت آگیا، پھر منبر سے اترے اور نماز ادا فرمائی، پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ سورج

غروب ہو گیا، بس آپ نے ہمیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے سب کچھ بتا دیا۔ ہم میں سب سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے وہ خطبہ زیادہ سے زیادہ یاد رکھا۔“ (۳۵)

آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ جب مسلمان نہیں ہوئے تھے تو جنگ بدر میں مشرکین مکہ کی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑنے آئے اور جنگ میں قیدی بن گئے۔ نبی کریم ﷺ نے تمام قیدیوں کو قیدیہ دے کر رہائی حاصل کرنے کی اجازت دی تو حضرت عباس نے کہا کہ:

”یا رسول اللہ میرے پاس کوئی مال نہیں ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا:

”آپ کا وہ مال کہاں ہے جو آپ نے اور آپکی زوجہ ام الفضل نے مل کر فتن کیا ہے؟“

حضرت عباس نے عرض کیا اللہ کی قسم یا رسول اللہ!

”إِنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللہِ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ مَا عَلِمَهُ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُ أُمِّ الْفَضْلِ۔“

”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ ایسی بات تھی جس کا میرے سوا اور میری زوجہ ام الفضل کے سوا کسی کو علم نہیں تھا۔“ (۳۶)

۶: پیش گوئیاں

۱: قرآن مجید میں غلبہ روم کی پیش گوئی موجود ہے۔ جب ایران والوں نے رومیوں کو شکست دی تو مسلمانوں کی ہمدردیاں رومیوں کیساتھ تھیں۔ مسلمان چاہتے تھے کہ رومی فتح حاصل کریں۔ اللہ کریم نے ان کی خواہش کا بھرم رکھتے ہوئے فرمایا کہ:

”غُلِبَتِ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلِبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بَيْضِ بَيْنِينَ۔“

۳۳: ”مسلم“ حدیث رقم: ۷۰۷۶، ”بخاری“ حدیث رقم: ۳۶۲۷، ”المستند“ حدیث رقم: ۳۰۸۔

۳۴: ”مشغلۃ“ ۱/۱۸۵، ”مشکل الآثار“ حدیث رقم: ۱۲۰۸، ۱۲۰۷، ”مجمع الزوائد“ حدیث رقم: ۱۴۹۹۷، ”المستند“ حدیث رقم: ۳۰۹۔

۳۵: ”مسلم“ حدیث رقم: ۷۲۶۷، ”المستند“ حدیث رقم: ۶۲۔

۳۶: ”مستدرک حاکم“ حدیث رقم: ۵۴۹۰۔

بقیہ: کیا صفر میں بلائیں اترتی ہیں؟

یہ تعداد مقرر کرنا شرعی احکام کیلئے ہے کہ لوگ ان دنوں میں شرعی احکام ادا کر سکیں۔“

جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے:

”يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاِهْلَةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ“۔

”یہ لوگ آپ سے چاند کے (گھٹنے بڑھنے) بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرمادو کہ یہ لوگوں کے لئے اوقات ہیں اور حج کا وقت کہ لوگ اس سے اپنے کام کے اوقات مقرر کر دیں اور حج بھی مقررہ وقت پر ادا کریں۔

اور ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا:

”وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَرَهُ عَنَّا زَلَّةً لِّيَعْلَمُوا عَددَ السِّنِينَ“۔

”وہ اللہ تعالیٰ جس نے سورج کو روشنی اور چاند کو نور بنایا اور اس کے لئے منزلیں مقرر کیں تاکہ لوگ سالوں کی تعداد جان لیں۔“
ان آیات اور احادیث میں کہیں پر بھی اس ماہ کی نحوست پر دلالت نہیں کہ یہ مہینہ مبہوس ہے۔

لہذا اس مہینہ کے بارے میں مشہور کہ اس میں بلائیں اور مصیبتیں اترتی ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں یہ مہینہ بھی اللہ کی تخلیق ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق (پیدا کرنے) میں کوئی نقصان نہیں۔

”وَقَرَّرَ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفَرَّقُ مِنَ الْأَسَدِ“۔

یہ عوام کے لحاظ سے ہے کہ اگر کوڑی کیسا تھ پیٹھے۔ اس کو بیماری لگ گئی تو اس کے خیال میں ہوگا اس نے مجھے بیماری میں مبتلا کر دیا۔

”اہل روم (فارسی سے) مغلوب ہو گئے قریب کے زمین میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہو جائیں گے، چند سالوں میں۔“ (۳۷)

یہ پیش گوئی سچ ثابت ہوئی اور رومی چند سالوں میں ہی ایران پر غالب آ گئے۔

۲: ”اگر انسان اور جن سب مل کر بھی قرآن کی مثال لانا چاہیں تو اس کی مثال نہیں لاسکتے خواہ ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں۔“ (۳۸)

قرآن کی یہ پیش گوئی بھی درست نکلی، آج تک دنیا کا کوئی شخص قرآن کی مثال بنا کر نہیں لاسکا۔

۳: ”ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“ (۳۹)

قرآن کی یہ بات بھی سچی نکلی ہے، قرآن آج تک اسی طرح محفوظ چلا آرہا ہے جس طرح نازل ہوا تھا۔

۴: حضور نبی کریم ﷺ ورحیمہ نے فرمایا:

”وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يُدْرِي الْقَاتِلُ فِيْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُولُ فِيْمَ قُتِلَ، قَبِيلٌ كَيْفَ يَكُونُ ذَلِكَ؟ قَالَ الْهَرَبُ“۔

”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک لوگوں پر وہ دن نہ آئے کہ قاتل کو علم نہ ہوگا اس نے کیوں قتل کیا اور مقتول کو علم نہ ہوگا وہ کیوں قتل کیا گیا، پوچھا گیا کہ یہ کیسے ہوگا؟ تو فرمایا یہ قتل کا وقت ہوگا۔“ (۴۰)

ہمارے نبی کریم ﷺ کی یہ پیش گوئی ثابت ہو چکی ہے، آج بھی پوری دنیا میں قتل و غارت اور دھماکوں کا سلسلہ اسی طرح جاری ہے۔

..... جاری ہے.....

۳۷: ”الروم“ ۴ تا ۵۔

۳۸: ”نبی اسرائیل“ ۱۷: ۸۸۔

۳۹: ”الحجر“ ۹: ۱۰۔

۴۰: ”مسلم“ حدیث رقم: ۷۳۰۴، ”المستد“ حدیث رقم: ۳۳۹۔

سب کو جو کچھ ملا حضور ﷺ ملا

تر: فقہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد شفیع الحق امجدی مدظلہ العالی

ہو گیا تھا۔ مگر ماں کے ڈر سے ظاہر نہ کر سکا۔ (۲)

غنا تم حنین سے ان کو بھی سواوٹ اور چالیس اوقے چاندی مرحمت فرمایا تھا۔ یہ اسلام لانے کے بعد مقرب بارگاہ ہو گئے۔ حضور اقدس ﷺ کے کاتبین میں یہ بھی ہیں۔ بلکہ بہت سے حضرات اس کے بھی قائل ہیں کہ یہ کاتب وحی تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کیلئے دعائیں دی ہیں:

”اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَمُهْدِيًا وَاهْدِهِ۔“ (۳)

”اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعے سے ہدایت دے۔“

اور ارشاد فرمایا:

”اللّٰهُمَّ عَلِّمِ الْمُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَرَفِّ الْعَذَابَ۔“ (۴)

”اے اللہ معاویہ کو کتاب اللہ اور حساب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔“

ایک بار حضور اقدس ﷺ کو وضو کرایا تو فرمایا:

”اے معاویہ! اگر تم اس چیز یعنی حکومت کو پاؤ تو اللہ سے ڈرنا اور انصاف کرنا۔“

حضرت معاویہ کہتے ہیں کہ:

”اس سے مجھے یقین تھا کہ مجھے حکومت ملے گی۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”قَالَ حَمِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ خَطِيْبًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يَفْقَهُهُ فِي الدِّيْنِ - وَانَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِي وَلَنْ تَزَالَ الْاُمَّةُ قَائِمَةً عَلٰی اَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی يَأْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ۔“ (۱)

”حمید بن عبد الرحمن نے کہا میں نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ حضور فرماتے تھے۔ اللہ جس کیساتھ بہت زیادہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے۔ میں صرف بانٹنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے یہ اُمت ہمیشہ اللہ کے دین پر قائم رہے گی۔ مخالفین ان کو ضرر نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ قیامت آجائے۔“

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

یہ حضرت ابوسفیان کے صاحبزادے بہت مشہور معروف صحابی ہیں اور اول ملوک اسلام ہیں۔ ان کی اولاد ہجرت سے آٹھ سال پہلے ہوئی۔ یہ بھی ان چند صحابہ میں سے ہے جن کے والدین کو بھی دولت اسلام نصیب ہوئی۔ مشہور یہ ہے کہ یہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے لیکن انہوں نے خود یہ بتایا کہ میں عمرۃ القضاء کے پہلے مسلمان

۱: اسے امام بخاری نے کتاب الجہاد فان اللہ خمہ اور اعتصام لاثوال لحائفة من امتی میں بھی۔ اور انعام مسلم نے امارات اور زکوٰۃ میں۔ ترمذی نے ”علم“ میں۔ ابن ماجہ اور دارمی نے مقدمہ میں۔ نیز دارمی نے رقائق میں بھی۔ امام مالک نے موطا قدر میں۔ امام احمد بن حنبل میں بھی ذکر کیا ہے۔
۲: صحابہ وغیرہ۔
۳: ترمذی۔
۴: اسد الغابہ۔

انہیں ۱۹ھ میں حضرت قاروق اعظم رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے ان کے بھائی یزید بن سفیان کے وصال کے بعد شام کا والی بنایا۔ اس وقت سے لیکر حسن مجتبیٰ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے مصالحت کے وقت تک میں سال شام کے والی رہے۔ پھر بیس سال پورے مملکت اسلامیہ کے بادشاہ رہے۔ ۵۱ھ میں وصال فرمایا۔ اخیر عمر میں لقوہ ہو گیا تھا یہی پیام اجل ثابت ہوا۔ ان کے پاس تہذیب نبوی میں، گرتا، چادر، تہبند اور ناخن مبارک کے کچھ تراشے اور موئے مبارک تھے۔“ (۵)

وصیت کر گئے تھے کہ مجھے انہیں حبرک کپڑوں میں کفن دینا۔ اور ناخن اقدس کے تراشے اور موئے مبارک میری آنکھ، ناک، منہ اور بچہ کے اعضاء میں رکھ دینا اور مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔ اسی کے مطابق کیا گیا۔ وصال کے وقت عمر ۶۸ سال کی تھی۔

ان سے ایک سورتہ (۱۶۳) احادیث مروی ہیں۔ بخاری و مسلم نے چار اور صرف بخاری آٹھ اور صرف مسلم نے پانچ روایت کی ہیں ان سے اجلہ صحابہ مثلاً ابن عباس و ابن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ نے حدیث لی ہیں۔

ان کے عہد میں جب اندرونی طور پر اطمینان ہو گیا تو پھر فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ بختان، سوڈان وغیرہ کے کثیر بلاد اور کوہستان وغیرہ فتح ہوئے۔ اور قسطنطنیہ پر پہلا حملہ انہی کے عہد میں ہوا۔ حضرت علی رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے کچھ لوگ ان پر طعن کرتے ہیں۔ لیکن کسی صحابی پر طعن کرنا جائز نہیں۔ ”قرآن مجید“ میں نص صریح ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام صحابہ سے راضی ہے۔ ان سب سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان سب پر کلمہ تقویٰ لازم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ

۵: ”مرقاة“ اسد الغابہ“ وغیرہ۔

۶: ”سورۃ توبہ“ آیت: ۱۰۰۔

۷: ”سورہ فتح“ آیت: ۲۶۔

۸: ”احمد“ آیت: ۱۰۔

وَرَضُوا عَنْهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔“ (۶)

”سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کیساتھ انکے پیرو ہوئے۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی اور انکے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں جن میں یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

اور فرمایا:

”وَأَمْرُهُمْ كَلِمَةً التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلُهَا۔“ (۷)

اور ارشاد ہے:

”كُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ۔“ (۸)

”تمام صحابہ سے خواہ فتح مکہ سے پہلے کے ہوں یا بعد کے ہوں سب سے اللہ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

یہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ ہیں۔ اور جن واقعات پر طعن کیا جاتا ہے۔ وہ سب خبر واحد اور اکثر ضعاف و مجروح۔

ظاہر ہے کہ قرآن مجید کے مقابلے میں اخبار آحاد وہ بھی کتب تواریخ وہ بھی ضعاف کی کوئی حیثیت نہیں اس لئے ایمان کی سلامتی اسی میں ہے کہ قرآن مجید کے ارشادات پر ایمان رکھیں اور تواریخ کی لغو و بھمل روایات کو سنیں بھی نہیں۔

لغات:

”يُفْقَهُ“

باب تفعیل کا مضارع ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ اس کو فقیہ بنادیتا ہے۔

اس کا مادہ ”يُفْقَهُ“ ہے جس کے معنی جاننے اور سمجھنے اور خداقت و زیر کی ہیں۔ اور شرعی معنی یہ ہیں۔ احکام شرعیہ فرعیہ کو ان کے تفصیلی دلائل سے جاننا ”لن تسأل“ اس کا مصدر زوال ہے ”سمع بسمع“ سے ”زال یزال“ بھی آتا ہے اور ”نصر ی نصر“ سے ”زال

یزول“ بھی۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ”زال یزال“ افعال ناقصہ سے ہے اور اسے حرف نفی لازم ہے۔ ”زال یزال“ فعل تام ہے اور اسے حرف نفی لازم نہیں۔

”اہمۃ“

اس کے متعدد معانی ہیں۔ جماعت، طریقہ، مدت، پیشوا، مالک، مرد جامع خبر۔ وہ شخص جو تمہارا اپنی رائے پر جتنے کا عادی ہو۔ انبیاء کے پیرو یہاں اخیر معنی مراد ہے۔

فضیلت فقہ:

”مختصر“

مکرہ سیاق شرط میں ہونے کی وجہ سے عموم کا افادہ کرتا ہے تو معنی یہ ہوئے کہ اللہ عزوجل جسے تمام دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرماتا چاہتا ہے اسے فقیر مانتا ہے۔ ”مختصر“ کی تین کو یہاں عظمت کیلئے لیں تو معنی ہوں گے بہت زیادہ بھلائی عطا فرماتا چاہتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ امت کے افراد میں سب سے افضل فقیر ہے۔

اسی لئے ایک حدیث میں فرمایا:

”فَقِيرٌ وَلَاحِدٌ لِّشَدِّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَالِدٍ“ (۹)

”ایک فقیر، ہزار عابد غیر فقیر سے زیادہ شیطان پر بھاری

ہے۔“

نیز ایک لمبی حدیث میں فرمایا:

”خَيْرَ كُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَيْرَ كُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا

فَقِهُوا“ (۱۰)

”زمانہ جاہلیت میں جو لوگ تم میں سب سے بہتر تھے وہ

اسلام میں بھی سب سے بہتر ہیں جبکہ فقیر ہوں۔“

یہ فضیلت اس فقیر کیلئے ہے جو اپنے علم سے رضائے الہی کا

طالب ہو اور دنیا و آخرت بدترین خلق ہے جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا:

۹۔ ”ترمذی، ابی ماجہ، مشکوٰۃ۔“

۱۰۔ ”مسلم، مشکوٰۃ۔“

۱۱۔ ”دارمی، مشکوٰۃ۔“

۱۲۔ ”ترمذی، ابی ماجہ، مشکوٰۃ۔“

۱۳۔ ”بخاری، ج: ۱، ص: ۴۳۹۔“

”إِنَّ شَرَّاءَ الشَّرِّ شَرُّكَ الْعُلَمَاءِ وَإِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خَيْرُ الْعُلَمَاءِ“ (۱۱)

”سب سے بدتر اے علماء ہیں اور سب سے اچھے اچھے

علماء ہیں۔“

ایک اور حدیث میں فرمایا:

”مَنْ حَلَبَ الْعِلْمَ لِبِجَارِي بِهِ الْعُلَمَاءُ أَوْلَى بِجَارِي بِهِ

السُّفَهَاءُ أَوْ يُصْرِفَ وَجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ النَّارَ“ (۱۲)

”جو اس لئے علم طلب کرے کہ علماء سے مقابلہ کرے گا یا

جاہلوں سے جھڑپے گا یا لوگوں کو اپنی طرف مائل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ

جہنم میں داخل فرمائے گا۔“

امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”فقیر وہ ہے جو دنیا سے بے تعلق ہو آخرت کی رغبت رکھتا

ہو دین کے معاملے میں بصیرت رکھتا ہو۔ اللہ کی عبادت کا پابند ہو۔“

حضور قاسم بھی ہیں اور خازن بھی:

یہاں صرف ”قاسم“ ہے اور بخاری کتاب الجہاد میں

تعلیقات قاسم کیساتھ خازن بھی ہے۔ (۱۳)

معانی کا قاعدہ ہے کہ فعل یا شبہ فعل کا متعلق یعنی اس کا

مفعول وغیرہ جب محذوف ہوتا ہے تو وہ عموم کا افادہ کرتا ہے۔ یہاں

”قاسم، خازن“ ”يعطى“ تینوں کے مفعول محذوف ہیں۔ تو اس سے

عموم پر دلالت ہوئی۔

معنی یہ ہوئے کہ مخلوقات میں سے جس کسی کو اب تک جو

کچھ ملایا آئندہ ملے گا ان سب کو دینے والا اللہ ہے اور ان سب کا خازن

میں ہوں اور ان سب کا بانی و الا میں ہوں۔

اسی طرح حضور اقدس ﷺ کے قاسم و خازن ہونے میں

کسی قسم کی تخصیص جائز نہیں جس طرح تمام مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ

عالم کی ہر نوع ہر فرد خواہ فرشتے ہوں خواہ وہ انسان ہو خواہ جن ہوں خواہ اور کچھ، سب کو سب کچھ اللہ کی عطا سے ملا اور ملے گا۔ اسی طرح یہ اعتقاد بھی واجب کہ سب کو بلا استثناء جو کچھ ملایا ملے گا وہ سب حضور اقدس ﷺ کے دیئے سے ملا۔ اس لئے جن لوگوں نے اسے علم کیساتھ خاص کیا یہ درست نہیں۔

حیات بھی از قلم عطا ہے تو سب کو حیات بھی حضور ہی کے ہاتھوں ملی۔

تو ثابت ہوا کہ ہر ذی حیات سے پہلے حضور اقدس ﷺ موجود تھے اور آپ کی تخلیق سارے عالم سے پہلے ہوئی۔ خواہ وہ آدم علیہ السلام ہوں خواہ وہ جبرائیل امین و دیگر ملائکہ۔ جس کی تائید اس مشہور حدیث سے ہوتی ہے جسے امام عبدالرزاق استاد امام احمد بن حنبل نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

فرمایا:

”يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ نُورِهِ“ (۱۳)

”اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔“

حق پر قائم لوگ:

یہاں قاضی علی امر اللہ ہے اور کتاب الجہاد میں ”ظاہرین علی من خالفہم“ ہے کہ قیامت تک میری امت میں کچھ لوگ حق پر قائم رہیں گے اور اپنے مخالفین پر ہمیشہ غالب رہیں گے ان کے مخالف ان پر کبھی فتح نہ پائیں گے۔ قیامت تک یہ حق پرست غالب رہیں گے اور غلبے سے مراد دلیل و برہان سے غلبہ ہے۔ رہ گیا غلبہ بالسیف یہ ضروری نہیں کبھی ہوگا کبھی نہیں۔ گذر چکا:

”الْحَرْبُ بِيَدِ الْيَدِائِ يَنْتَازِلُ مِنْهَا نَدَالُ مَنَّهُ“

”لڑائی ڈول ہے کبھی وہ ہم سے لے لیتے ہیں کبھی ہم ان سے لے لیتے ہیں۔“

”قرآن مجید“ میں ہے:

”تِلْكَ الْأَيَّامُ تَذُورُ الْهَآكِنِينَ النَّاسِ“

”ان دنوں میں ہم نے لوگوں کی باری رکھی ہیں۔“

اسی طرح ”لَا يَضُرُّهُمْ“ سے مراد یہ ہے کہ ان کی برہان اور دلیل کو توڑ نہیں سکتے۔“

تمام کلمہ کو حق پر نہیں:

”هَذِهِ الْأُمَّةُ“ سے مراد پوری امت نہیں بلکہ اس کا بعض حصہ مراد ہے جیسا کہ ”کتاب الاعتصام“ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث مروی ہے اس میں ”طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي“ ہے یعنی میری امت کا ایک گروہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ تمام کلمہ گودھی اسلام حق پر نہیں۔ حق پر صرف ایک گروہ ہے۔

وآخر دعوانا عن الحمد لله رب العلمین۔

بقیہ: میلاد کی شرعی حیثیت.....

اعتراض:

کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے میلاد منایا تھا، بدلیو! تم کیوں مناتے ہو؟

جواب:

کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عالمی سنی کانفرنس (بھیں۔ ضلع چکوال) شہدائے لال مسجد کانفرنس (اسلام آباد اور لاہور) صد سالہ اور ڈیڑھ سو سالہ جشن دیوبند (دیوبند اور پشاور) اجماعت کانفرنس (مختلف مقامات پر) شافعہ عشر کانفرنس (چوک اجماعت جہلم) سیرت کانفرنس، جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی اور ختم بخاری شریف وغیرہ جیسے پروگرام منعقد کیے تھے، وہ باہیو! تم کیوں کرتے ہو؟

● حق مہر کم از کم کتنا ہے؟

● جو زمینیں کئی سالوں سے مزارعین

کے زیر کاشت ہوں کیا شرعاً وہ ان کے

مالک بن جائیں گے

● مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کا اجتماع کرنا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد صالح المنجد، مفتی اعظم پاکستان، مولانا محمد امجد علی شریف قادری

”مہر کی کم از کم مقدار دس درہم (چاندی) ہے خواہ سکوں کی صورت میں ہو خواہ بغیر سکوں کے۔“

چونکہ موجودہ زمانہ میں سکوں کی صورت میں چاندی کا درہم ناپید و نایاب ہے لیکن اس کا وزن معلوم ہے لہذا مہر کی ادائیگی میں دس درہم چاندی کا وزن ہی معتبر ہوگا اور نقدی (رقم) کی صورت میں حق مہر کی ادائیگی کرنی ہو تو بھی ضروری ہوگا کہ وہ رقم مقررہ وزن چاندی کی موجودہ قیمت سے کم نہ ہو۔“

یہ بات طے شدہ نصاب زکوٰۃ دو سو درہم چاندی کا وزن ساڑھے باون تولہ یعنی ۶۳۰ ماشہ ہے۔

لہذا اگر ۲۰۰ درہم چاندی کا وزن ۶۳۰ ماشہ ہے (۱۲-۵۲) تولہ

تو ۱۰ درہم چاندی کا وزن ۳۱۰ ماشہ ہے (۱۲-۵۱) تولہ

چونکہ ایک تولہ ۱۲ ماشہ کا ہوتا ہے لہذا ۳۱۰ ماشہ سے تقسیم

کیا حاصل عدد ۲ تولہ ۱۲ ماشہ (۲ تولہ ساڑھے سات ماشہ)

لہذا دس درہم چاندی کا وزن ۲ تولہ ۱۲ ماشہ ہوا اور یہی

مہر کی کم از کم مقدار ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام الشاہ احمد رضا

خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”مہر کم از کم دس درہم چاندی ہے یعنی دو تولے ساڑھے

سات ماشے بھر یا یہاں کے روپے سے دو روپے پونے تیرہ آنے اور

ایک پیسہ کے پانچویں حصے کے برابر۔“ (۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حق مہر کم از کم کتنا ہے؟

الاستفتاء:

۱: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ حق مہر کی کم از کم مقدار کیا ہے؟

۲: اگر مقدار اقل سے بھی کوئی شخص کم مہر مقرر کرے تو نکاح ہو جائے گا؟ یا نہیں؟ اور اگر انعقاد نکاح کے وقت حق مہر کا ذکر ہی نہ کیا جائے صرف ایجاب و قبول ہوں تو نکاح کا کیا حکم ہوگا؟ اگر نکاح درست تو مہر کا کیا حکم ہوگا؟

بَقَوِّیِّ الْعَلَامِ الْمُنْعَمِ الْوَقَّابِ

الجواب

حق مہر کی کم از کم مقدار خود ہی کریم اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادی ہے کہ اس سے کم جائز نہیں جبکہ زیادہ کی کوئی حد شرعاً مقرر نہیں کم از کم مہر دس درہم چاندی ہے۔

چنانچہ خود سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”لَا مَهْرَ اَقْلَ مِنْ عَشْرَةِ دِرْهَمٍ۔“ (۱)

”مہر دس درہم سے کم نہیں۔“

”قادی عالجیری“ میں ہے:

”اَقْلُ الْمَهْرِ عَشْرَةُ دِرْهَمٍ مَضْرُوبَةٍ اَوْ غَيْرُ

مَضْرُوبَةٍ۔“ (۲)

۱: ”حاشیہ علی الہدایہ“ کتاب النکاح، باب المہر بحوالہ دارقطنی۔

۲: ”کتاب النکاح“ الباب السابع فی المہر، الفصل الاول فی بیان ادنی مقدار المہر الخ، ۳۰۲/۱، مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ۔

۳: ”فتاویٰ رضویہ“ کتاب النکاح، باب المہر، ۲۶۵/۱۱، رضافاؤنڈیشن لاہور۔

منشی دیا جائے گا بشرطیکہ خاوند نے اس کے ساتھ ہم بستری کی ہو یا پھر خاوند فوت ہو جائے۔ ”قَطْرٌ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ۔“

جوز نہیں کئی سالوں سے مزارعین کے زیر کاشت ہوں کیا شرعاً وہ ان کے مالک بن جائیں گے؟

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ صدر ایوب کے دور حکومت میں ملک میں ایک قانون نافذ کیا گیا تھا کہ جن زمینداروں نے اپنی زمینیں مزارعین کو کاشتکاری کیلئے دے رکھیں تھیں وہ مزارعین اگر ٹیکس ادا کر دیں تو وہ زمین کے مالک ہوں گے، شہباز شریف نے بھی اس قانون کی توثیق کر دی ہے پوچھنا یہ ہے کہ صدر ایوب کا یہ اقدام شریعت مطہرہ کے موافق ہے یا مخالف؟ کیا مزارعین ایسی زمینوں کے مالک ہوں گے۔

بَعُوْثُ الْعَلَامِ الْمُتَعَامِرِ الْوَهَّابِ

الجواب:

یہ قانون درحقیقت ان زمینوں کے بارے میں ہے جن کا کوئی مالک نہ ہو پھر یا غیر آباد ہوں ایسی زمینوں میں اگر کوئی آدمی حکومت کی اجازت یا حکم سے محنت مشقت کر کے اسے قابل کاشت بنائے تو اس صورت میں کھیتی باڑی کرنے والا شخص اس زمین کا مالک ہوگا۔

چنانچہ خود سرکار و عالم نور مجسم علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

”مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَيْسَ يُعْرِقُ ظُلْمُهُ“

حَقِّقْ۔ (۵)

”جس آدمی نے مردہ زمین کو آباد کیا تو وہ زمین اسی کی ہے اور ظالم کا کوئی حق نہیں ہوا کرتا۔“

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ“۔ (۶)

”جس نے مردہ زمین کو آباد کیا تو وہ اسی کی ہے۔“

”إِذَا أَحْيَا مُسْلِمٌ أَوْ قَبِيلٌ أَرْضًا غَيْرَ مُتَّطَعٍ بِهَا وَلَيْسَتْ

یہ اس وقت کی بات ہے کہ اس وقت دو قولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی کی قیمت دو روپے پونے تیرہ آنے اور ایک پیسہ کے پانچویں حصہ کے برابر بنتی تھی۔ پھر یہاں پاکستان میں ایک وقت ایسا گزرا ہے کہ مذکورہ وزن چاندی کی قیمت صرف ۳۲ روپے تھی اور آجکل چاندی ۲۰۰ روپے تولہ ہے تو دو قولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی کی قیمت ۳۱۵۰ یعنی تقریباً ۳۲۰۰ روپے بنتی ہے اور یہ آجکل نقدی کی صورت میں مہر کی اقل مقدار ہے۔ یاد رہے اقل مہر جو شرع شریف نے مقرر فرمایا وہ مذکورہ بالا وزن کی چاندی ہے اس کی قیمت خواہ دو تین روپے ہو خواہ ۳۲ روپے یا ۳۲۰۰ روپے یا اس بھی زیادہ ہو جائے۔

۲: اگر کوئی شخص اقل مہر سے بھی کم مہر پر نکاح کرے تو نکاح منعقد ہو جائے گا اور مہر کی اقل مقدار لازم ہوگی یعنی دس درہم چاندی یا اس کی قیمت اور اس نے مہر کا ذکر ہی نہ کیا تو بھی نکاح صحیح ہوگا اور مہر شل لازم ہوگا۔

چنانچہ حضرت مولانا شیخ الاسلام امام برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر القرطبی المرقطبی التتوی ۳۵۹ھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

”يُبَيِّنُ النِّكَاحُ وَإِنْ لَمْ يُسَمَّ فِيهِ مَهْرٌ وَكَذَا إِذَا تَزَوَّجَهَا بِشَرْطٍ أَنْ لَا مَهْرَ لَهَا..... وَكَوَسَمَى أَقَلَّ مِنْ عَشْرِكَ فَلَهَا الْعَشْرُ عَنْدَنَا“۔ (۴)

”اگر چاہا نکاح کے وقت مہر کا ذکر نہ کیا ہو نکاح صحیح ہے اسی طرح جب کسی شخص نے اس شرط پر عورت سے نکاح کیا کہ اس کا کوئی مہر نہیں ہوگا تو بھی نکاح صحیح ہے..... اور اگر اس نے دس درہم سے کم مقرر کیا تو بھی ہمارے نزدیک شرعاً اس کا مہر دس درہم ہی ہوگا۔“

امام موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں:

”وَإِنْ تَزَوَّجَهَا وَلَمْ يُسَمَّ مَهْرٌ أَوْ تَزَوَّجَهَا عَلَى أَنْ لَا مَهْرَ لَهَا فَلَهَا مَهْرٌ مِثْلُهَا إِنْ دَخَلَ بِهَا أَوْ مَاتَ عَنْهَا“۔

”اور اگر کسی شخص نے عورت سے نکاح کیا اور مہر کا ذکر نہ کیا یا اس شرط پر نکاح کیا کہ اس کے لئے کوئی مہر نہ ہوگا تو اس عورت کو مہر

۴: ”ہدایۃ“ کتاب النکاح۔ باب المہر۔

۵: ”ابوداؤد“ کتاب الخراج والفقہ والاعجازہ۔ باب احیاء الموات۔ ۱۵۸/۲۔ ۱۵۹۔

۶: ”ترمذی“ کتاب الاحکام۔ باب ما ذکر فی احیاء الارض الموات۔ حدیث نمبر: ۱۳۷۸۔

بِعَمَلِهِ لِمَنْ لَمْ يَسْلَمْ وَلَا يَمُوتُ وَهِيَ بَعِيدَةٌ مِنَ الْقَرْيَةِ مَلَكًا۔ (۷)
 ”جب کسی مسلمان یا ذمی نے غیر آباد زمین کے جوہ کو کسی
 مسلمان کی ملکیت ہے نہ کسی ذمی کی۔ قابل کاشت بنایا اور وہ زمین ہے ہستی
 سے دور تو کسی زمین کو قابل کاشت بنانے والے اس کے مالک ہوں گے۔“

لیکن جو زمین کسی کی ملکیت ہے خواہ وہ قابل کاشت ہو یا نہ
 ہو حکومت کی طرف سے مزارعین کو اس کے مالکانہ حقوق دے دینا ملک
 غیر میں تصرف ہونے کی وجہ سے سراسر ظلم ہونے کی وجہ سے سخت
 ناجائز، حرام، حرام اشہ حرام ہے حکومت پر لازم ہے کہ اس ظالمانہ
 قانون کو ختم کرے اور مزارعین پر لازم ہے کہ ظلم حاصل کی گئی زمینیں
 اصل مالکوں کے سپرد کر کے دنیاوی ذلت اور اخروی رسوائی و عذاب
 سے بچیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسجد کی بالائی منزل پر جماعت کا اہتمام کرنا

الاستفتاء:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد جو روڈ
 کے قریب واقع ہے یا روڈ تعمیر ہونے کی وجہ سے مسجد تقریباً چھ فٹ
 گہرائی میں چلی گئی، مسجد کی دیواریں اور چھت بھی کمزور ہو چکا تھا اس
 مسجد کو اگر دو منزلہ تعمیر کی گئی ہے فی الحال مسجد کا فرش محلہ کی سطح کے برابر
 ہے آیا بلا عذر شرعی ہم پہلی جگہ جہاں ہم نے تقریباً تین سال نمازیں
 پڑھی ہیں اسے چھوڑ کر دوسری بالائی منزل پر جو پہلی مسجد کا چھت ہے
 نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

بِقَوْلِ أَعْلَاءِ الْبَيْتِ أَوْ تَابِ

الجواب

اصل مسجد فرش مسجد یعنی زمین ہوتی ہے جس پر عمارت بنائی
 جاتی ہے اور جسکی بنانا قیامت ہے وہ وہی زمین ہی ہے۔ رہی عمارت تو
 وہ اس زمین کے تابع ہوتی ہے اور بالائی منزل، زیریں منزل کے تابع
 ہے۔ لہذا جب تک اصل مسجد یعنی زیریں منزل میں نماز کی ادائیگی سے
 کوئی عذر مانع نہ ہو وہاں ہی نماز کا اہتمام کرنا چاہئے اور بالائی منزل
 میں اہتمام جماعت سے احتراز چاہئے ہاں اگر نیچے گنجائش نہ رہے کہ
 منزل زیریں نمازیوں سے بھر جائے تو اس صورت میں نمازیوں کا بالائی

منزل میں نماز ادا کرنے میں حرج نہیں۔

چنانچہ فقیر ملت حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین احمد امجدی
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

”جب مسجد دو منزلہ یا تین منزلہ ہو تو امام کو نیچے ہی نماز پڑھانا
 چاہئے نیچے جگہ رہتے ہوئے اوپر دوسری یا تیسری منزل پر نماز پڑھانا
 مکروہ ہے اس لئے کہ بلا ضرورت مسجد کی چھت پر چڑھنا جائز نہیں ہاں اگر
 نیچے جگہ نہ ہو تو اوپر نماز پڑھی جائے۔“

”رد المحتار“ میں ہے:

”ثُمَّ رَأَيْتُ الْقَهْطَانِي قَلَّ عَنِ الْمَقِيدِ كَرَاهَةَ الصُّعُودِ
 عَلَى سَطْحِ الْمَسْجِدِ..... وَيَكْرَهُهُ كَرَاهَةُ الصَّلَاةِ فَوْقَهُ۔“

”پھر میں نے دیکھا کہ امام قہستانی مفید سے نقل کرتے ہوئے
 لکھتے ہیں کہ مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے..... اس سے لازم آتا ہے
 کہ مسجد کی چھت پر نماز مکروہ ہے۔“

اور ”فتاویٰ عالمگیری“ میں ہے:

”الصُّعُودُ عَلَى سَطْحِ كُلِّ مَسْجِدٍ مَكْرُوهٌ أَيْ إِذَا
 صَاقَ الْمَسْجِدُ فَحِينَئِذٍ لَا يَكْرَهُ الصُّعُودُ عَلَى سَطْحِهِ
 لِلضَّرُورَةِ۔“

”کسی بھی مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے یعنی جب مسجد
 ٹھک ہو تو پھر (نماز کیلئے) مسجد کی چھت پر چڑھنا مکروہ نہیں ہے کیونکہ یہ
 ضرورت ہے۔“

فقط واللہ تعالیٰ اعلم وَرَسُولُهُ الْأَكْرَمُ صَلَّى اللَّهُ
 تَعَالَى عَلَى خَبِيرِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ۔ كَتَبَهُ
 تَابِ مفتی محمد عبدالسلام ہاشمی تھجدی

دارالافتاء ”الجامعة الاشرفیہ“ محلہ علی مسجد کجرات

۷۔ ”کتاب احیاء الموت“ ۵/۱۰، مکتبہ سبحانیہ کوئٹہ۔

۸۔ ”فتاویٰ فقیر ملت“ باب احکام المساجد، ۱۹۵/۱، شہر برادری لاہور۔

قاسم خزانہ المیہ

مرزا محمد ظفر سادوی

دولت کی پیش کش کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی اپنے پیارے محبوب ﷺ کو اپنے غیر محدود اور لا فانی خزانے اور دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں عطا فرمادیں۔ اور ”إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْكَبَ“ کی کثرت عطا فرما کر اپنے پیارے محبوب ﷺ کو اپنے خزانوں کا خازن اور نعمتوں کا قاسم بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب ﷺ نے خود اپنی اس خدا داد عظمت و شان کو تحدیثِ نعمت کے طور پر بیان فرمایا۔

حدیث نمبر: ۱

زمین کی چابیاں

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ۔“

”مجھے زمین کی چابیاں عطا فرمائی گئیں۔“ (۱)

حدیث نمبر: ۲

زمین کے خزانوں کی چابیاں

حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَكُنْتُ قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ۔“

”اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے پیارے محبوب ﷺ ایک مرتبہ حرم شریف میں تشریف فرما تھے۔ اور دوسری طرف قریش مکہ اپنی مجلس شوریٰ بلائے ہوئے تھے۔ عقبہ بن ربیعہ نے کہا اے جماعت قریش! کیا یہ بات مناسب نہیں کہ میں محمد (ﷺ) کے پاس جاؤں اور چند ایک تجاویز اُن کے سامنے پیش کروں شاید وہ کسی بات کو مان لیں۔ جو چیز وہ مانیں گے ہم انہیں دے دیں گے تاکہ وہ ہماری تکفیر سے باز آجائیں اور ہمارے خداؤں کو بُرا کہنا چھوڑ دیں؟ حاضرین نے کہا ضرور اے ابو ولید! تم جا کر ان سے گفتگو کرو۔

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت سیدنا امیر حمزہ نے اسلام قبول کیا تو کفر کے ایمانوں میں زلزلہ پیدا ہو گیا۔ عقبہ وہاں سے اٹھا اور اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کے پاس پہنچا اور آ کر کہنے لگا اے پیغمبر! جیسا کہ تم جانتے ہو کہ تم ہم سب میں عزت و شرافت نبی میں اعلیٰ مقام رکھتے ہو۔

تم اپنی قوم میں ایک تحریک لے کر آئے ہو۔ جس کی وجہ سے تم نے اپنی جماعت میں تفریق پیدا کر دی ہے۔ قوم کے دانشوروں کو نادان بنایا۔ ان کے خداؤں کو چھوٹا کیا۔ اور ان کے دین میں عیب نکالے۔ اگر اس تحریک سے تمہارا مقصد مال و دولت جمع کرنا ہے۔ تو ہم تمہیں اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ تم سب سے زیادہ امیر و کبیر بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر جانتا تھا کہ کافر میرے پیارے محبوب کو مال

۱: تخریج ”مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6 صفحہ 304 رقم الحدیث 31648“ مکتبہ الرشید ریاض سعودیہ امستند امام احمد جلد اول صفحہ 99 رقم الحدیث 763۔ بیت الافکار الدولیہ اردون امستند امام احمد رضا جلد اول صفحہ 148 رقم الحدیث 1362۔ الخصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ 331۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔“

گیں۔ (۲)

حدیث نمبر: ۳

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”قَبِيْنَا اَنَا نَاْهٖ اَوْ تَمِيْتُ مَقَاتِيْهٖ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ۔“

”میں میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں تھما دی گئیں۔“ (۳)

حدیث نمبر: ۴

حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اُتِيْتُ بِمَقَالِيْدِ الدُّنْيَا عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ عَلٰی قَصِيْفَتِهِ مِنْ سُنْدُسٍ۔“

”دنیا کے خزانوں کی چابیاں ایسے گھوڑے پر میرے پاس لائی گئیں جس پر سونے کی جھار تھی۔“ (۴)

۳۔ تخریج: بخاری شریف کتاب الجہاد باب الصلوٰۃ علی الشہید جلد اول صفحہ 572 رقم الحدیث 1344۔ بخاری شریف کتاب المناقب باب علامۃ النبوة جلد دوم صفحہ 387 رقم الحدیث 3596۔ فرید بک سٹال لاہور۔ بخاری کتاب المغازی باب احدثہا ونحوہ جلد دوم صفحہ 582 رقم الحدیث 4085۔ فرید بک سٹال لاہور۔ کتاب بخاری الرفاق باب ما یحل من زہرۃ الدنیا جلد سوم صفحہ 543 رقم الحدیث 6426۔ فرید بک سٹال لاہور۔ کتاب بخاری الرفاق باب فی الحوض جلد سوم صفحہ 597 رقم الحدیث 6590۔ مسلم شریف کتاب الفضائل باب فی اثبات حوض نبینا صفحہ 1015 رقم الحدیث 5976۔ دار السلام ریاض۔ صحیح ابن حبان صفحہ 896 رقم الحدیث 3198۔ دار المعرفہ بیروت لبنان۔ صفحہ 930 رقم الحدیث 3224۔ مسند امام احمد جلد دوم صفحہ 218 رقم الحدیث 17477۔ بیت الانکار الدولیہ اردن۔ صفحہ 222 رقم الحدیث 17532۔ سنن الکبریٰ بقی جلد 4 صفحہ 159 رقم الحدیث 6809۔ دار الحدیث قاہرہ مصر۔ مشکوٰۃ باب وقات النبی فصل اول۔ اشعۃ اللامعات جلد 7 صفحہ 344۔ فرید بک سٹال لاہور۔ الانوار فی شمائل النبی المختار صفحہ 19۔ کرماتوالہ بک شاہ لاہور۔ کتاب الشفا جلد اول صفحہ 111۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ جواهر البحار جلد اول صفحہ 66۔ جواهر البحار جلد دوم صفحہ 171۔ حجۃ اللہ علی العالمین جلد اول صفحہ 61۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۴۔ بخاری شریف کتاب الجہاد باب قول النبی ﷺ نصرت بالرعب جلد دوم صفحہ 139۔ 21977۔ فرید بک سٹال لاہور۔ بخاری کتاب التعمیر باب المغاتیح فی البد جلد سوم صفحہ 757 رقم الحدیث 7013۔ فرید بک سٹال لاہور۔ بخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی بعث بسجوامع الکلم جلد سوم صفحہ 851 رقم الحدیث 7273۔ مسلم شریف کتاب المساجد باب مواضع الصلاۃ صفحہ 213 رقم الحدیث 1168۔ رقم الحدیث 1171۔ دار السلام ریاض سعودی عرب۔ صحیح ابن حبان صفحہ 1690 رقم الحدیث 6363۔ دار المعرفہ بیروت لبنان۔ مسند احمد جلد اول صفحہ 640 رقم الحدیث 7575۔ بیت الافکار الدولیہ اردن۔ صفحہ 644 رقم الحدیث 7620۔ صفحہ 755 رقم الحدیث 9130۔ صفحہ 806 رقم الحدیث 9867۔ مسند امام احمد جلد اول صفحہ 848 رقم الحدیث 10524۔ بیت الافکار الدولیہ اردن۔ سنن الکبریٰ جلد 7 صفحہ 82 رقم الحدیث 13317۔ دار الحدیث قاہرہ مصر۔ شعب الایمان جلد اول صفحہ 148 رقم الحدیث 139۔ دار الاشاعت کراچی۔ دلائل النبوة جلد 5 صفحہ 335۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ سنن نسائی جلد دوم صفحہ 303 رقم الحدیث 3089۔ 3088۔ فرید بک سٹال لاہور۔ مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین فصل اول اشعۃ اللامعات جلد 7 صفحہ 142۔ فرید بک سٹال لاہور۔ الانوار فی شمائل النبی المختار صفحہ 111۔ دار الکتب 20۔ کرماتوالہ بک شاہ لاہور۔ کتاب الشفا جلد اول صفحہ 111۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ الخصال لکھنؤ الکبریٰ جلد دوم صفحہ 332۔ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ دلائل النبوة ابونعیم صفحہ 87۔ ضیاء القرآن کمپنی لاہور۔ دلائل النبوة ابن کثیر صفحہ 563۔ مرکز اہلسنت برکات رضا ہند۔ البدایہ والنہایہ جلد 6 صفحہ 425۔ دار ابن کثیر بیروت و مکینہ رشیدیہ کوٹہ۔ جواهر البحار جلد اول صفحہ 406۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جواهر البحار جلد دوم صفحہ 208۔ جواهر البحار جلد چہارم صفحہ 142۔ جواهر البحار جلد 4 صفحہ 121۔ جواهر البحار جلد اول صفحہ 114۔ نسیم ریاض شفا جلد دوم صفحہ 196۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ نسیم ریاض جلد دوم صفحہ 368۔ شرح شفا علی قاری جلد اول 225۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جواهر البحار جلد اول صفحہ 66۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد 6 صفحہ 307۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۵۔ تخریج: صحیح ابن حبان صفحہ 691 رقم الحدیث 6364۔ دار المعرفہ بیروت لبنان۔ مسند امام احمد جلد اول صفحہ 1173 رقم الحدیث 14567۔ بیت الانکار الدولیہ اردن۔ مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 419 رقم الحدیث 14215۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ الترغیب والترہیب جلد چہارم صفحہ 182 رقم الحدیث 4780۔ دار الحدیث قاہرہ۔ مسند الفردوس جلد اول صفحہ 400 رقم الحدیث 1619۔ دار الکتب العلمیہ بیروت 1986۔ معارف اظہار جلد اول صفحہ 525 رقم الحدیث 2137۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ سیرۃ اہل البلاء جلد 7 صفحہ 104۔ موسستہ الرسالہ بیروت 1413۔ الانوار فی شمائل النبی المختار صفحہ 21۔ کرماتوالہ بک شاہ لاہور۔ الوفا باحوال مصطفیٰ صفحہ 431۔ حامد اینڈ کمپنی لاہور۔ زرقانی علی المواہب جلد 7 صفحہ 109۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ الخصال لکھنؤ الکبریٰ جلد دوم صفحہ 333۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ حجۃ اللہ علی العالمین جلد اول صفحہ 57۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔ جواهر البحار جلد دوم صفحہ 165۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ البدایہ والنہایہ جلد 6 صفحہ 425۔ دار ابن کثیر بیروت و مکینہ رشیدیہ کوٹہ۔ دلائل النبوة ابن کثیر صفحہ 563۔ مرکز اہلسنت برکات رضا ہند۔ نسیم ریاض جلد دوم صفحہ 196۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

حدیث نمبر ۵:

حضرت سیدنا ثویان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

”أُعْطِيتُ الْكَفَنَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ۔“

”مجھے سرخ اور سفید دو کفن دئے گئے۔“ (۵)

حدیث نمبر ۶:

شام فارس اور یمن کے خزانے

حضرت سیدنا ابراہیم بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

”أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ۔ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ

فَارِسَ۔ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْيَمَنِ۔“

”مجھے ملک شام کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ ملک

یمن اور فارس کی چابیاں دی گئیں۔“ (۶)

حدیث نمبر ۷:

زمین و آسمان کے خزانے

امام الانبیاء حبیب کبریٰ احمد مجتبیٰ جناب حضرت سیدنا محمد

ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أَوْتِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔“

”مجھے زمین و آسمان کے خزانوں کی چابیاں عطا کی گئیں۔“ (۷)

حدیث نمبر ۸:

امام الانبیاء سید الانبیاء خطیب الامم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

نے ارشاد فرمایا:

”أَوْتِيتُ الْبَرَكَاتِ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ۔“

”گذشتہ رات مجھے زمین و آسمان کی چابیاں عطا کی گئیں۔“ (۸)

حدیث نمبر ۹:

کلام کی چابیاں

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

”أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْكَلِمِ۔“

”مجھے کلام کی چابیاں عطا فرمائی گئیں۔“ (۹)

حدیث نمبر ۱۰:

احمد مختار شافع روز شمار ہاذن پروردگار ﷺ نے فرمایا:

”أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْكَلَامِ۔“

”مجھے (جامع اور مختصر) کلام کی چابیاں عطا کی گئیں۔“ (۱۰)

- ۵: تخریج: مسلم شریف کتاب الفتن باب هلاك هذه الامة صفحہ 1250 رقم الحديث 7258۔ دار السلام ریاض ترمذی شریف کتاب الفتن صفحہ 500 رقم الحديث 2176 دار السلام ریاض ابوداؤد کتاب الفتن باب ذكر الفتن وذلالتها رقم الحديث 4252۔ عون المعبود جلد دوم صفحہ 1934۔ دار ابن حزم بیروت۔ ابن ماجہ کتاب الفتن باب ما یکن فی الفتن جلد دوم صفحہ 464 رقم الحديث 3952۔ فرید بک سٹال لاہور۔ صحیح ابن حبان صفحہ 1790 رقم الحديث 6714۔ دار المعرفہ بیروت۔ مسند امام احمد جلد دوم صفحہ 698 رقم الحديث 22796۔ مسند امام احمد جلد دوم صفحہ 703 رقم الحديث 22816۔ جواهر البحار جلد اول صفحہ 433۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جواهر البحار جلد دوم صفحہ 71۔ جواهر البحار جلد سوم صفحہ 193۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
- ۶: تخریج: مسند امام احمد جلد دوم صفحہ 350 رقم الحديث 8898۔ بیست الافکار العولیہ اردن۔ مجمع لازوائد جلد 6 صفحہ 137 رقم الحديث 10138۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ دلائل النبوة جلد 3 صفحہ 421۔ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ دلائل النبوة ابو نعیم صفحہ 460 ضیاء القرآن پبلی کوشٹر لاہور۔ سیر اعلام النبلا جلد اول صفحہ 465 مطبوعہ دار الحديث قاہرہ مصر۔ مواہب اللدینہ جلد اول صفحہ 315۔ فرید بک سٹال لاہور۔ محمد رسول اللہ ﷺ صفحہ 447 تاج کتبئی۔ حجتہ اللہ علی العلمین جلد دوم صفحہ 140 ضیاء القرآن پبلی کوشٹر لاہور۔ مختصر سیرت رسول ﷺ صفحہ 451 نعمانی کتب خانہ لاہور۔ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی۔ حقیق المختوم صفی الرحمن غیر مقلد صفحہ 447 مکتبہ سلفیہ لاہور۔ رحمتہ العلمین جلد سوم صفحہ 209 مکتبہ اسلامیہ۔
- ۷: تخریج: معجم کبیر للطبرانی جلد 12 صفحہ 361۔ نسیم الریاض جلد 5 صفحہ 47۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جواهر البحار جلد سوم صفحہ 49۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
- ۸: تخریج: نسیم الریاض جلد سوم صفحہ 177۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جواهر البحار جلد دوم صفحہ 286۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔
- ۹: تخریج: بخاری شریف کتاب التہجد باب رواء الیل رقم الحديث 6998۔ جلد سوم صفحہ 751۔ فرید بک سٹال لاہور۔
- ۱۰: تخریج: کتاب الزہد ابن مبارک رقم الحديث 194۔ نسیم الریاض جلد دوم صفحہ 47۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

حدیث نمبر: ۱۱

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے

کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أَعْطِيتُ فَوَاقِعَ الْكَلِمِ وَجَوَامِعَهُ وَخَوَافِئَهُ“

”مجھے کلام کا آغاز اور اس کی جامعیت اور انجام کی چابیاں

عطا کی گئیں۔“ (۱۱)

حدیث نمبر: ۱۲

ہر چیز کی کنجیاں

امام احمد اور طبرانی علیہ رحمۃ نے مسند صحیح حضرت ابن عمر

سے روایت کیا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”أَعْطِيتُ مَفَاتِيحَ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا الْخَمْسَ“

”مجھے ہر چیز کی چابیاں دی گئیں سوائے پانچ چیزوں کے۔“ (۱۲)

علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ:

”فَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلَيَّ أَنَّهُ عَلَيْهِ صَلَوةٌ وَكَتَلَهُ أُوتِيَ عِلْمَ

الْخَمْسِ“

”بعض علمائے اعلام نے فرمایا کہ آپ ﷺ پر صَلَوةٌ لکھی گئی تھی

کو ان پانچ چیزوں کا علم بھی عطا فرمایا گیا۔“ (۱۳)

شہروں کی چابیاں:

قاضی عیاض مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ بیہاؤ الدین رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ رقم طراز ہیں:

قَدْ أُوتِيَ خَزَائِنَ الْأَرْضِ وَمَفَاتِيحَ الْبِلَادِ۔“

”تحقیق آپ ﷺ کو زمین کے خزانے اور شہروں کی چابیاں

عطا کی گئیں۔“ (۱۴)

محترم قارئین!

مندرجہ بالا قرآن کریم کی آیت مبارکہ اور فرامین مصطفیٰ

ﷺ اور اقوال علماء سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جلّ و علا نے اپنے پیارے

محبوب ﷺ کو زمین کی چابیاں زمین کے خزانوں کی چابیاں آسمان کے

خزانوں کی چابیاں۔ کلام کی جامعیت کی چابیاں۔ شہروں کی چابیاں۔

بلکہ ہر چیز کی چابیاں ہر قسم کے خزانوں کا خازن بنادیا ہے۔ خود محبوب

رب دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حدیث نمبر: ۱۳

”إِنَّمَا أَنَا خَازِنٌ“

”بے شک میں خدا کے خزانوں کا خازن ہوں۔“ (۱۵)

رب محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے شاہکار قدرت کو اپنے

خزانوں اور نعمتوں کا نہ صرف خازن بنایا۔ بلکہ خزانوں اور نعمتوں کا تقسیم

کرنے والا بھی بنایا اسی لیے میرے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث نمبر: ۱۴

”جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ“

”مجھے قاسم بنایا گیا اور میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا

ہوں۔“ (۱۶)

- ۱۱۔ تخریج: مسند ابو یعلیٰ جلد ۶ صفحہ ۳۷۸ رقم الحديث 7234 دار الفکر بیروت۔ مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ 337 رقم الحديث 13970۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۶ صفحہ 322 رقم الحديث 31726 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جمع الجوامع جلد اول صفحہ 441 رقم الحديث 3306۔ خصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ 334 مطبوعہ دار الکتب بیروت۔
- ۱۲۔ تخریج: خصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ 335 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ 337 رقم الحديث 13969۔
- ۱۳۔ تخریج: خصائص الکبریٰ جلد دوم صفحہ 335 دار الکتب العلمیہ بیروت۔
- ۱۴۔ تخریج: شفا شریف جلد اول صفحہ 66 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ جواهر البحار جلد اول صفحہ 35 دار الکتب العلمیہ بیروت۔
- ۱۵۔ تخریج: صحیح مسلم شریف صفحہ 417 رقم الحديث 2386۔
- ۱۶۔ تخریج: بخاری کتاب فرض الخمس باب فان لله خمسہ جلد دوم صفحہ 195 رقم الحديث 3114 نفرد بکسٹال لاہور۔ مسلم کتاب الاذاب صفحہ 952 رقم الحديث 5592 دار السلام ریاض سعودی عرب۔ مسند امام احمد جلد اول صفحہ 1161 رقم الحديث 14416 بیت الافکار الدولیہ لندن۔ شرح معانی الآثار جلد چہارم صفحہ 469 نفرد بکسٹال لاہور۔ شرح شفا ملا علی قاری جلد اول صفحہ 504 دار الکتب العلمیہ بیروت۔

دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

”بُعِثْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ“ (۷۷)

اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

”أَنَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ“

”بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور تقسیم کرتا ہوں تمہارے

درمیان۔“ (۷۸)

حدیث نمبر: ۱۵

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ اللَّهُ يُعْطِي وَأَنَا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ“

”میں ابو القاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اور میں تمہارے

درمیان تقسیم کرتا ہوں۔“ (۷۹)

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سرکارِ دو عالم

ﷺ خزانِ خداوندی کے خازن بھی ہیں اور قاسم بھی۔

حدیث نمبر: ۱۶

”أَنَا قَاسِمٌ وَخَازِنٌ“

”میں رب کے خزانوں کا قاسم بھی ہوں اور خازن بھی۔“ (۸۰)

حدیث نمبر: ۱۷

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر خطبہ ارشاد

فرماتے ہوئے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے

سنا:

”إِنَّمَا أَنْتَ قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي“

”بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ ہی مجھے دیتا

ہے۔“ (۸۱)

محترم قارئین!

مندرجہ بالا سولہ احادیث طیبہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ

قاسم اور خازن ہیں اور رب العالمین عطا فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کس چیز کا عطی ہے۔ نبی کریم ﷺ کس چیز کے

خازن ہیں اور کس کے قاسم ہیں یہ بیان نہیں ہوا کیوں؟

اس لئے کہ علم معانی کا قادمہ ہے کہ جب فعل کا مفعول

محذوف (یعنی پوشیدہ) ہوتا ہے تو وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ اور یہاں قاسم

۷۷: تخریج: صحیح مسلم کتاب الاداب باب نہی عن التکفی۔ صفحہ 952 رقم الحدیث 5589۔ صحیح مسلم کتاب الاداب باب نہی عن

التکفی۔ صفحہ 952 رقم الحدیث 5590۔ صحیح مسلم کتاب الاداب باب نہی عن التکفی۔ صفحہ 953 رقم الحدیث 5594۔ سنن الکبریٰ

جلد 9 صفحہ 572 رقم الحدیث 19322 دار الحدیث قاہرہ مصر۔ جامع الصغیر صفحہ 290 رقم الحدیث 4716 دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۷۸: تخریج: مسلم کتاب الاداب باب نہی عن التکفی صفحہ 952 رقم الحدیث 5588۔ بخاری کتاب الاداب باب من سمی باسماء الانبیاء

جلد سوم صفحہ 461 رقم الحدیث 6196۔ مسند احمد جلد اول صفحہ 1223 رقم الحدیث 15197 شرح معانی الآثار جلد 4 صفحہ

468۔ 472۔ فرید بک سٹال لاہور۔ الانوار فی شمائل النبی المختار صفحہ 166 کرماتوالہ بک شاپ لاہور۔ جواہر البحار جلد اول صفحہ

415۔ سنن الکبریٰ جلد 9 صفحہ 573 رقم الحدیث 19324 دار الحدیث قاہرہ۔

۷۹: تخریج: صحیح ابن حبان صفحہ 1549 رقم الحدیث 5817 دار المعرفہ بیروت۔ جامع الصغیر صفحہ 160 رقم الحدیث

2687 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ مطالع المسرات صفحہ 435 نوربہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور۔ فتح الباری جلد 10 صفحہ 701 مکتبہ

رشیدیہ کوئٹہ۔ طبقات ابن سعد جلد اول صفحہ 125 تفسیر اکیثمی کراچی۔ شرح معانی الآثار جلد 4 صفحہ 468 فرید بک سٹال لاہور۔

جواہر البحار جلد دوم صفحہ 195 دار الکتب العلمیہ بیروت۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ جلد 4 صفحہ 416 انصار السنۃ پبلی کیشنز لاہور۔

دلائل النبوة جلد اول صفحہ 163 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

۸۰: تخریج: بخاری کتاب فرض الخمس باب فان للہ خمسہ جلد دوم صفحہ 195 رقم الحدیث 3114 فرید بک سٹال لاہور۔

۸۱: تخریج: صحیح بخاری کتاب العلم باب من یردالہ غیرا۔ جلد اول صفحہ 136 رقم الحدیث 71۔ صحیح بخاری کتاب الاعتصام باب

قول النبی لا تمثل طائفہ۔ جلد سوم صفحہ 869 رقم الحدیث 7312۔ صحیح بخاری کتاب فرض الخمس جلد دوم صفحہ 196 رقم الحدیث

3116 فرید بک سٹال لاہور۔ صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب النہی عن المسئۃ صفحہ 417 رقم الحدیث 2392 دار السلام ریاض سعودیہ۔

مسند امام احمد جلد اول صفحہ 611 رقم الحدیث 7193 بیت الافکار الشولیہ اردن۔ جامع الصغیر صفحہ 155 رقم الحدیث

2582۔ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ مشکوٰۃ کتاب الایمان اشعۃ اللامعات جلد اول صفحہ 483 فرید بک سٹال لاہور۔ المدخل الکبیر صفحہ

217 ادارہ معارف اسلامی لاہور 1992۔ مطالع المسرات صفحہ 435 نوربہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ جلد اول

صفحہ 383 انصار السنۃ پبلی کیشنز لاہور۔

خازن اور معطی۔ تینوں کے مفعول محذوف ہیں تو اس لئے عموم پر دلالت ہوتی ہے۔ اب معنی یہ ہوئے کہ مخلوقات میں جس کو اب تک جو کچھ ملا یا آئندہ ملے گا ان سب کا دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ان سب کا خازن بھی میں ہوں اور سب کا تقسیم کرنے والا بھی میں ہوں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کے معطی ہونے میں کسی قسم کی تخصیص جائز نہیں اسی طرح حضور ﷺ کے قاسم و خازن ہونے میں بھی کسی قسم کی تخصیص جائز نہیں ہے۔

جس طرح تمام امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ مخلوق کی ہر نوع، ہر فرد خواہ وہ فرشتے ہوں۔ خواہ وہ انسان ہوں خواہ جن ہوں خواہ وہ اور کچھ ہو۔ سب کو سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ملا ہے اور ملے گا۔ اسی طرح غلامان مصطفیٰ ﷺ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ سب کچھ بلا استثنا جو کچھ ملا ہے یا مل رہا ہے یا پھر ملے گا۔ سب حضور اقدس ﷺ کے دینے سے ملے گا اس کو علم کیساتھ خاص کرنا درست نہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے زندگی بھی عطا کی ایک قسم ہے تو ثابت ہوا کہ زندگی بھی جسے ملی ہے وہ مصطفیٰ ﷺ سے ملی ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی تخلیق سارے عالم سے پہلے ہوئی کیونکہ سب کچھ تقسیم کرنے والے کا سب سے پہلے ہونا ضروری ہے۔ میرے آقا کریم رؤف و رحیم مدنی کریم ﷺ سب سے پہلے ہیں خواہ وہ جناب جبرائیل ہوں یا جناب آدم علیہ السلام۔ اس حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔ علم اور مال دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور حضور ﷺ تقسیم فرماتے ہیں کیونکہ سرکار دو عالم ﷺ تو تقسیم فرمانے والے ہیں۔ (۲۲)

اور ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”آپ علم اور مال غیرت جیسی چیزیں تقسیم فرماتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نیک لوگوں کو بشارت اور بدکاروں کو وعید تقسیم کرتے ہیں اور یہ ممکن ہے ہلند یوں اور پستوں کی تقسیم آپ ہی کی عطا کی گئی ہو۔ اور یہ تمام مطالب مان لینے سے بھی کوئی مان نہیں ہے۔ جیسا کہ اس بات پر مفعول کا محذوف ہونا دلالت کرتا ہے اس سے ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز دیتا ہے اور حضور ﷺ تقسیم فرماتے ہیں۔“ (۲۳)

انور شاہ کشمیری محدث دیوبند لکھتے ہیں:

”حقیقت میں دینے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور تقسیم کرنے والا

بھی اللہ تعالیٰ ہے اور ظاہر اور صورت دینے والے بھی رسول اکرم ﷺ ہیں اور تقسیم کرنے والے بھی رسول کریم ﷺ ہیں۔ اور یہاں ظاہر ہی مراد ہے کیونکہ تمام لوگوں کی نظر حقیقت تک نہیں پہنچی اور عرفی طور پر بھی ظاہر کا اعتبار ہی ہوتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ظاہر ہی طور پر دینے اور تقسیم کرنے والے آپ ﷺ ہیں تو آپ ﷺ نے عطا کی نسبت اللہ کی طرف اور تقسیم کی نسبت اپنی طرف کیوں کی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عطا کا مرتبہ تقسیم سے بلند ہوتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے تواضع اور عاجزی کے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف عطا کی نسبت کی اور اپنی طرف تقسیم کی۔“ (۲۴)

امام اہلسنت تاجدار عشق و محبت خاتمی الرسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے اس حقیقت کا اظہار کچھ یوں کیا ہے:

نعتیں بانٹا جس ست وہ ذیشان گیا
ساتھ ہی خشی رحمت کا قلدان گیا
قرمان جائیں بریلی کے تاجدار پر اتنی طویل بحث کو ایک
شعر میں سمیٹ کے رکھ دیا اسی لیے کہا پڑتا ہے

مدت ہوئی رضا کو پردہ کیے ہوئے
اب بھی ہر اک بزم میں چرچا رضا کا ہے
سب ان سے جلتے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فردزاں آج بھی ہے

۲۲: عمدۃ القاری جلد دوم صفحہ 73 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

۲۳: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد 9 صفحہ 105 مکتبہ امدادیہ ملتان۔

۲۴: تخریج: فیض الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ 253 دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔

میلاد کی شرعی حیثیت اور منکرین میلاد

مولانا شہزاد احمد عظیمی چوراسی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اہل سنت و جماعت اور وہابیوں کے درمیان عید میلاد النبیؐ کی شرعی حیثیت ایک نزاعی مسئلہ کی صورت اختیار کر چکی ہے اور اس نزاع میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جب بھی ربیع الاول کا مہینہ آتا ہے اہل سنت اس ماہ کی مناسبت سے مختلف محافل کا اہتمام کر کے اس ماہ کی برکات حاصل کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف وہابی حضرات اپنی محرمیوں کا ڈھنڈورا میلاد النبیؐ کی مخالفت کی صورت میں پیٹتے ہیں اور اپنا سارا روز میلاد النبیؐ کو بدعت اور ناجائز ثابت کرنے میں صرف کر دیتے ہیں۔ لطف کی بات یہ کہ جس دلیل سے عید میلاد النبیؐ کو بدعت کہتے ہیں اسی دلیل سے خود بھی بدعتی بننے ہیں کیونکہ دیوبندی ہر سال مختلف کانفرنس منعقد کرتے ہیں مثلاً عالمی سنی کانفرنس بھیس ضلع چکوال، سیرت النبیؐ کانفرنس اسی طرح غیر مقلدین بھی ہر سال اہلحدیث کانفرنس، ختم بخاری شریف منعقد کرتے ہیں۔ اگر میلاد النبیؐ ناجائز ہے تو عالمی سنی کانفرنس بھیس، سیرت النبیؐ کانفرنس، اہلحدیث کانفرنس اور ختم بخاری شریف کیسے جائز ہے؟

پھر دیوبندیوں کا مفتی محمود ہر سال میلاد النبیؐ کا جلوس نکالنا تھا اسے بدعتی کیوں نہیں کہا جاتا؟ صد سالہ جشن دیوبند اور بیس سال کے بعد پشاور میں ڈیڑھ سو سالہ جشن دیوبند منانے والے بدعتی کیوں نہیں ہیں؟ اسلام آباد اور لاہور میں شہدائے لال مسجد کانفرنس منانے والے اور اس میں شرکت کرنے والے بدعتی کیوں نہیں ہیں؟ منکرین میلاد سے جب کہا جاتا ہے کہ تم میلاد کو ناجائز کیوں

کہتے ہو تو فوراً یہ حدیث نوک زبان پر آ جاتی ہے:

”مَنْ أَحَدَّثَ فِيْ أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيْهِ رَدٌّ“

لیکن جب اپنی باری آتی ہے تو سب خاموش ہو جاتے ہیں گویا ان لوگوں کے ہاں فتوے کا معیار مختلف ہے۔ خود جو کچھ بھی کریں چاہے وہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہ ہو تو بھی جائز اور اگر اہل سنت میلاد کی محافل کریں تو پورا وہابی ٹولہ ایک ہی بولی بولنا نظر آتا ہے۔ منکرین میلاد کی اسی روش کے پیش نظر قرآن وحدیث اور منکرین میلاد کے گھر سے میلاد کے جواز میں ثبوت پیش کیے جا رہے ہیں تاکہ عوام اہل سنت ایسے لوگوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے کا شکار ہو کر اپنے ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ قَبْلَ ذٰلِكَ فَلْيَقْرَءُواْ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ“

”تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن ودولت سے بہتر ہے۔“ (۱)

شاہ ولیع الدین محدث دہلوی نے ”ہو خیر مما یجمعون“ کا ترجمہ یوں کیا ہے:

”وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ اکٹھا کرتے ہیں۔“

اکٹھا کرنا خرچ کرنے کی ضد ہے۔ یعنی اللہ کے فضل اور اس کے رحمت کے حصول کی خوشی منانا اور خرچ کرنا اکٹھا کرنے سے بہتر ہے۔

اللہ کا فضل اور اللہ کی رحمت کیا ہے؟ اس کا جواب بھی قرآن

۱: سورۃ یونس: ۵۸، ترجمہ کنز الایمان۔

ہی سے مانگتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا
وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا وَبَشِيرَ الْمُؤْمِنِينَ يَٰ أَيُّهَا
لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا۔

”اے نبیؐ کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دینا اور ڈرنا تا اور اس کی طرف اس کے حکم سے بلانا اور چمکانے والا آفتاب اور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔“ (۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کو ”فَضْلًا كَبِيرًا“ یعنی بڑا فضل فرمایا ہے۔

”لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا۔“
”بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا۔“ (۳)

”وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهِ۔“
”اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور وہ جو تم پر کتاب اور حکمت اتاری صحت دینے کو۔“ (۴)

”وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ۔“
”اور یاد کرو اللہ کا احسان اپنے اوپر۔“ (۵)

عبداللہ بن ابی کثیر نے اس آیت کے تحت یوں لکھا ہے:
”يَقُولُ تَعَالَى مَذْكُرًا عِبَادَةَ الْمُؤْمِنِينَ نِعْمَتَهُ عَلَيْهِمْ فِي شَرْعِهِ لَهُمْ هَذَا الدِّينَ الْعَظِيمَ وَرَأْسَالِهِ إِلَيْهِمْ هَذَا الرَّسُولُ الْكَرِيمَ۔“ (۶)

مشہور غیر مقلد وہابی محمد یمن جو نہ گڑھی جس کا ترجمہ قرآن سعودی نجدی حکومت کنگ فہد پر جنگ کپلیکس سے چھاپ کر ہر سال حاجیوں میں مفت تقسیم کرتی ہے، اس نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:
”اس دن عظیم اور اس رسول کریم (ﷺ) کو بھیج کر جو احسان اللہ تعالیٰ نے اس امت پر کیا ہے اسے یاد دل رہا ہے۔“ (۷)

قیامی زمانہ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی مظہری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے یوں لکھا ہے:

”بَارِسَالِ الرَّسُولِ وَأَنْزَالِ الْكِتَابِ وَالتَّوْفِيقِ الْإِسْلَامِ وَسَائِرِ النِّعَمِ لِيَذْكُرْكُمْ الْمُنْعَمَ وَيُرْغِبْكُمْ فِي شُكْرِهِ عَزَّ وَجَلَّ۔“ (۸)

”یہاں نعمت سے مراد رسول کو بھیجنا، کتاب نازل کرنا، اسلام اور دوسری نعمتوں کی توفیق دینا ہے تاکہ تم کو احسان کرنے والے کی یاد دلائے اور اس کا شکر بجالانے کی ترغیب دے۔“ (۹)

رسول اللہ ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:
”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔“
”اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔“ (۱۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو رحمت فرمایا ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کا فضل اور رحمت ہیں تو پھر میلاد کا جواز بھی ثابت ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:
”وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔“

۲: سورہ احزاب: ۴۵-۴۷، ترجمہ کنز الایمان۔

۳: سورہ آل عمران: ۱۶۴، ترجمہ کنز الایمان۔

۴: سورہ البقرة: ۲۳۱، ترجمہ کنز الایمان۔

۵: سورہ مائدہ: ۷، ترجمہ کنز الایمان۔

۶: تفسیر القرآن العظیم ۳۱/۲ دار الفکر بیروت۔

۷: تفسیر ابن کثیر ۷/۱ مکینہ تعمیر انسانیت لاہور۔ تفسیر ابن کثیر ۲/۲۰ مکینہ قنوسہ لاہور۔

۸: تفسیر مظہری ۳۰۷/۲ دار الکتب العلمیہ بیروت۔

۹: تفسیر مظہری ۶۲/۳ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۱۰: سورہ الانبیاء: ۱۰۷، کنز الایمان۔

”اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔“ (۱۱)

اس آیت کے تحت شبیر احمد عثمانی (دیوبندی) نے یوں لکھا ہے:

”محسن کے احسانات کا یہ نیت شکرگزاری (نہ بقصد فخر و مباہلات) چرچا کرنا شرعاً محمود ہے۔ لہذا جو اعمال اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر فرمائے ان کو بیان کیجیے۔“ (۱۲)

اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر بجا نہ لانا اور ناشکری کرنا کافروں کا طریقہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”الَّذِينَ تَرَكُوا كَلِمَةَ اللَّهِ كُفْرًا“
”کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی۔“ (۱۳)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے یوں لکھا ہے:

”اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کر لیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت و سنت و اول و ہدی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔“ (۱۴)

اور منکرین میلاد کے بارے میں یوں لکھا:

”جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔“ (۱۵)
منکرین میلاد کے شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی ذمہ داری تھی کہ میلاد کے نہ صرف قائل تھے بلکہ وہ میلاد کراتے بھی تھے۔ ملاحظہ کیجیے:

”فرمایا کہ مولد شریف قہامی اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم

ہو سکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئیں اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔“ (۱۶)

”اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت خرم آدم سرور عالم ﷺ موجب خیرات و برکات و نبوی و آخروی ہے۔“ (۱۷)

”مشرّب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر منعقد کرتا ہوں۔“ (۱۸)

لطیفہ:

رشید احمد گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں میلاد کو بدعت ضلالہ لکھا ہے اور حضرت قبلہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

”مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔“

رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کے مطابق حضرت قبلہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ بدعتی ٹھہرے اور ایسے بدعتی کہ جنہیں بدعت ضلالہ میں بھی لذت حاصل ہوتی ہے۔

فیصلہ منکرین میلاد کے ہاتھ میں ہے کہ وہ دونوں میں سے کس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں، ہم کہیں گے تو شکایت ہوگی۔

جس دن رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو ابولہب کی لوطی ٹوہید نے ابولہب کو خوشخبری سنائی کہ اے ابولہب! تمہارے بھائی عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے۔ ابولہب نے جب یہ سنا تو اتنا خوش ہوا کہ اس نے اسی وقت ٹوہید کو آزاد کر دیا۔ جب ابولہب مر گیا تو کسی نے (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اسے خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تمہارے اوپر کیا بیت رہی ہے؟ تو ابولہب نے جواب دیا کہ مجھ پر سخت عذاب ہو رہا ہے لیکن جب وہ دن آتا ہے جس دن

السورة والضحي: ۱۱، کنز الایمان۔

۳۲: تفسیر عثمانی جلد ۲ صفحہ ۹۰۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۳۳: سورة ابراهيم: ۲۸، کنز الایمان۔

۳۴: الشماعة العنبرية من مولد خير البرية: صفحہ ۵ فاران اکیڈمی لاہور۔

۳۵: الشماعة العنبرية من مولد خير البرية: صفحہ ۱۲ فاران اکیڈمی لاہور۔

۳۶: شمع امدادیہ: صفحہ ۴۷ کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ۔ امداد الفتاویٰ الی اشرف الاخلاق: صفحہ ۵۲ اسلامی کتب خانہ لاہور۔

۳۷: کلیات امدادیہ: صفحہ ۷۸ دار الاشاعت کراچی۔

۳۸: کلیات امدادیہ: صفحہ ۸۰ دار الاشاعت کراچی۔

میں نے اپنے بچے کی پیدائش کی خوشی میں لوٹدی کو آزا کیا تھا تو میرے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے اور جن انھیوں کے اشارے سے میں نے لوٹدی کو آزا کیا تھا ان سے پانی پلایا جاتا ہے۔

اس واقعہ کو عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی نے محدث ابن جوزی کے حوالے سے یوں نقل کیا ہے

”اذا كان هذا الموضع - انكفأ الذي نزل القرآن بدقه جوفى بقدره - سنة مؤيد شمس - فمأجل المسلم الموجد من اعينته سنة يسر بمؤيد“ (۱۹)

نبی کریم ﷺ کے میلاد کی خوشی کی وجہ سے اللہ کے عذاب میں تخفیف ہوئی حالانکہ وہ ایسا کافر تھا کہ جس کی خدمت میں قرآن نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ کی امت کے اس مسلمان موجد کا کیا حال ہوگا جو میلاد کرتا ہے؟

غیر مقلد وہابیوں کے ترجمان ہفت روزہ ”الجمہوریت“ لاہور کی ۲۷ مارچ ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں یوں لکھا ہے:

”رسول اللہ ﷺ سے یہ دن منایا پر اسی ترمیم کے ساتھ کہ اسے تنہا عید میلاد نہیں رہنے دیا بلکہ عید میلاد اور عید بخت کہہ کر منایا اور منایا بھی روزہ رکھ کر اور سال بہ سال نہیں بلکہ ہر ہفتہ منایا۔“

وہابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے میلاد کی محافل منعقد کرنے والوں کے بارے میں یوں لکھا ہے:

”وكان قد يشبههم على هذا المحبة والاحبة“ (۲۰)

یعنی اللہ تعالیٰ انکی محبت اور اس کوشش پر انکو ثواب دے گا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وہابی بھی اپنا چشوا سمجھتے ہیں، آپ نے یوں لکھا ہے:

”میں میلاد النبی ﷺ کے روز کھانا پکوا یا کرتا تھا میلاد پاک کی خوشی میں ایک سال میں اتنا تنگ دست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بھنے ہوئے وہ میں نے لوگوں میں تقسیم کر دیے تو کیا دیکھتا

ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے روزہ روہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور آپ شاد و بیش ہیں۔“ (۲۱)

محفل میلاد کے موقع پر انوار نازل ہوتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنا ذاتی مشاہدہ یوں بیان کیا:

”اس سے پہلے میں مکہ معظمہ میں نبی ﷺ کے مقام ولادت پر حاضر ہوا تھا۔ یہ آپ کی ولادت مبارک کا دن تھا، اور لوگ وہاں جمع تھے اور آپ پر درود و سلام بھیج رہے تھے اور آپ کی ولادت پر آپ کی بخت سے پہلے جو معجزات اور خوارق ظاہر ہوئے تھے ان کا ذکر کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ اس موقع پر یکبارگی انوار روشن ہوئے۔ میں

کہہ نہیں سکتا کہ ان انوار کو میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھا یا ان کا روح کی آنکھ سے مشاہدہ کیا۔ بہر حال اس معاملہ کو صرف اللہ ہی جانتا ہے کہ جسم کی آنکھ اور روح کی آنکھ کے بین بین کون سی حس تھی جس سے میں نے ان انوار کو دیکھا۔ پھر میں نے ان انوار پر مزید توجہ کی تو مجھے ان فرشتوں کا فیض اثر نظر آیا، جو اس قسم کے مقامات اور اس نوع کی مجالس پر موقوف ہوتے ہیں الغرض اس مقام پر میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے

انوار بھی انوار رحمت سے غلط ملط ہیں۔“ (۲۲)

اعتراض:

رسول اللہ ﷺ کی ولادت تو ۹ ربیع الاول کو ہوئی تھی اور تم ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت مناتے ہو۔ یہ غلط ہے۔

جواب:

ہمارے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول کو ہے لہذا ہم ۱۲ ربیع الاول کو یوم ولادت مناتے ہیں تمہارے نزدیک یوم ولادت ۹ ربیع الاول کو ہے تم ۹ ربیع الاول کو منالیا کرو، جھگڑا ختم۔

اعتراض:

رسول اللہ ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی، اس دن تو غم منانا چاہیے تم اس دن خوشی کیوں مناتے ہو؟

۱۹: مختصر سیرت الرسول: صفحہ ۱۳ جامعۃ العلوم الأثریۃ جہلم المملکت الاسلامیۃ الباکستان۔

۲۰: اقتضاء الصراط: صفحہ ۲۹۲ مطبعۃ المسنۃ المحمدیۃ القاہرۃ۔

۲۱: در ثمن فی مبشرات النبی الامین: صفحہ ۴۰۔

۲۲: فیوض الحرمین: صفحہ ۱۱۵ آنہون مشاہدہ، دار الاشاعت، کراچی۔

ہم کو ان دنوں میں ہوتی ہے اس کا تم لوگ اندازہ اس لیے نہیں کر سکتے کہ تمہارے ہاں عید کا دن کھیل تماشے اور بولوبول کا دن مانا گیا ہے، اسلام میں ہر عید بہترین روحانی اور ایمانی پیغام لے کر آتی ہے۔“ (۲۷)

ہفت روزہ ”تفہیم الہدیث“ کا ہورنے ۷ اگست ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں یوں لکھا ہے کہ:

”مومن کی پانچ عیدیں ہیں۔ جس دن گناہ سے محفوظ رہے۔ جس دن خاتمہ پانچ ہو۔ جس دن پل (صراط) سے سلامتی کے ساتھ گزرے، جس دن جنت میں داخل ہوا اور جب پروردگار کے دیدار سے بہرہ یاب ہو۔“

جب یہ پانچ دن عید کے دن ہیں تو عید میلاد النبی کو عید کہنے سے وہابیوں کے پیٹ میں مروڑ کیوں اٹھنا شروع ہو جاتے ہیں؟

اعتراض:

بارہ ربیع الاول کو توروں اللہ تعالیٰ کی ولادت ہوئی تھی اب کوئی بارہ ولادت ہوتی ہے جو تم میلاد مناتے ہو؟

جواب:

قرآن تو ایک ہی بار شب قدر کو نازل ہوا تھا پھر ہر سال شب قدر کیوں منائی جاتی ہے؟

اعتراض:

میلاد کا ایسا بعد چھ سال کے ایک بادشاہ (سلطان مظفر الدین شاہ ارمل) نے کیا اُس کو اکثر اہل تاریخ قسق کہتے ہیں لہذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے۔ (۲۸)

جواب:

اچھا ہوتا کہ گنگوہی ان اہل تاریخ کے نام بھی لکھ دیتا کہ جنہوں نے سلطان مظفر الدین شاہ ارمل کو قسق لکھا ہے۔ تعصب ضد، ہٹ دھرمی اور سینہ زوری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے لیکن دیوبندی ان تمام حدود کو بھی عبور کر چکے ہیں شرم و حیاء دیوبندیوں سے ہمیشہ کے لئے

رخصت ہو چکی ہے جس سلطان مظفر الدین شاہ ارمل کو گنگوہی جیسے کذاب نے قسق کہا ہے وہ سلطان مظفر الدین شاہ ارمل سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بہنوئی تھے اور اہل تاریخ نے انہیں قسق نہیں انتہائی نیک سیرت، رحمدل اور نیک لکھا ہے۔

نوٹ:

اس موضوع پر مفتی فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ ”تعارف شاہ ارمل“ کا مطالعہ انتہائی سودمند ہے۔

قرآن مجید پر اعراب حجاج بن یوسف نے لگوائے تھے جو انتہائی ظالم گورز تھا جس کے حکم پر ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کو قتل کیا گیا جن میں حضرت عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے صحابہ بھی شامل ہیں اسی کے حکم پر کعبہ شریف پر سنگباری کی گئی تھی لیکن آج کسی دیوبندی وہابی میں جرأت نہیں کہ وہ قرآن مجید کے اعراب کو بھی بدعت ضلالہ کہیں۔

دیوبندی ملاں کا فتویٰ کہ سالگرہ منانا جائز ہے

یہی دیوبندی ملاں گنگوہی جس نے میلاد کو بدعت ضلالہ لکھا ہے، کے پاس کسی نے استفتاء بھیجا کہ: ”سالگرہ بچوں کی اور اس کی خوشی میں اطعام اطعام کرنا جائز ہے یا نہیں؟“

گنگوہی نے اس کا جواب یوں لکھا:

”سالگرہ یاداشت عمر اطفال کے واسطے کچھ خرچ نہیں معلوم ہوتا اور بعد چند سال کے لوجہ اللہ تعالیٰ کھانا بھی درست ہے۔“ (۲۹)

”واہ دیوبندیوں کے مجدد تیرے کیا کہنے! مجلس میلاد تو بدعت ضلالہ اور صیانیوں کی رسم سالگرہ میں کچھ خرچ نہیں۔ چلو میں پانی لو اور اس میں ڈوب کر مر جاؤ۔“

..... بقیہ صفحہ نمبر ۷ پر.....

نور بخاری شریف مترجم ۲۲۴/۱ مگر نوری جمعیت اعلیٰ حلبت ہند۔

۲۸: رشید احمد گنگوہی کی ”کرامت“۔

۲۹: تالیفات رشیدیہ: صفحہ ۶۵ دارۃ اسلامیات لاہور۔

آخری قسط

کلام رضا اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ

مولانا اختر الہامی

وہ عرصہ ہوا مدینے میں مصطفیٰ بن کر اتر آئی ہے
(نعمو ذہالہ)

حضرت حافظ پہلی بھتیجی بھی نعت گوئی کے پل صراط سے
سلامت روی کے ساتھ پار نہ ہو سکے۔ حبیبِ خدا کو خدا کے منصب پر
بٹھانا نعت گوئی نہیں بلکہ بھٹکانا ہے۔

کون سا پڑھا کھسا سنی ہے جس نے بلبلِ باغِ مدینہ، عاشقِ
رسول، حضرت کرامت علی شہیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نہ سنا ہوگا۔ ان
کا مندرجہ ذیل شعر پاک و ہند کے بچے بچے کی زبان پر آج بھی جاری
ہے:

تنا ہے درختوں پر ترے روئے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روح مقید کا
مگر فردوسِ نعت کی سیر کرتے ہوئے لاشعوری طور پر وہ بھی
کانٹوں میں الجھ کر رہ گئے۔ چنانچہ اسی نعت شریف کا ایک شعر یہ بھی
ہے:

خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے
زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمد کا
یہ شعریوں تو محبت سرکارِ مدینہ کے عطر میں ڈوبا ہوا ہے اور
ہر لفظ سے شہیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت و عقیدت کا جام چھلکتا ہے
ہوا نظر آ رہا ہے لیکن منہ چومنا، بوسہ دینا، انسانی فعل ہے جس سے ذات
باری تعالیٰ پاک اور منزہ ہے۔ حضرت بیدم وارثی کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
..... گزشتہ سے بیورستہ.....

اللہ بخش دے جو وہ شیطان کے ہوں شفیق
ہم مجرموں کے جرم تو ہیں تو کس حساب میں (۱)
اسی طرح کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

آیا خیال انجمنِ لامکاں ہمیں
دیکھے کبھی جو عاشق و معشوق ڈاب میں (۲)
اس شعر کا معرہ ثانی متبدل ہے۔ انجمنِ لامکاں ویزم

اسرائی میں خدا میں خدا اور حبیبِ خدا کی ملاقات کہاں اور دنیاوی عاشق
و معشوق اور ان کا ڈاب کہاں۔ مندرجہ بالا دونوں اشعار کا مضمون و تحلیل
مبنی بر تفحیک و اجتہاد ہے جو نعت کیلئے قطعاً نامناسب اور خلافِ ادب
ہے۔ مشہور نعت گو شاعر، حضرت حافظ پہلی بھتیجی کا شمار بھی اساتذہٗ نعت
میں ہوتا ہے، ذرا ان کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیے:

وہی جو مستویِ عرش تھا خدا ہو کر
اتر گیا ہے، مدینے میں مصطفیٰ ہو کر
جو ذاتِ عرشِ معلیٰ پر خدا کے نام سے مستوی تھی اب وہ
مصطفیٰ کا نام اختیار کر کے مدینے میں تشریف لے آئی ہے۔ موصوف کا
یہ تحلیل ہی کون سا کم قابلِ اعتراض ہے لیکن لفظ تھا کے تیسرے تو ملاحظہ
ہوں۔ بات کہاں پہنچی کہ اب وہاں خدا نام کی کوئی ذات نہیں ہے، جو
ذات کبھی تھی:

۱: "محمد خاتم النبیین" ص: ۶۵۔
۲: "محمد خاتم النبیین" ص: ۶۵۔

عشق کی ابتدا بھی تم، حسن کی انتہا بھی تم
رہنے دو راز کھل گیا، بندے بھی تم خدا بھی تم
موصوف نعت گوئی کی حد سے کہنے پرے نکل گئے ہیں۔

غریب کدیر مینائی، حسن کا کوردی، حافظ بلی بھٹی، اور شہیدی
بریلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اردو نعت کے ساتھ فن میں جن کی
خدمات تاریخ نعت گوئی پر گزرا موش نہیں کر سکے گی۔ ان حضرات کے
خلوص نیت اور جذبہ عقیدت پر کوئی کوتاہ ہیں اور رنگ نظری شک کرے
گا۔ اگر ان حضرات کو اپنی شرعی لغزشوں پر آگاہی ہو جاتی تو یقیناً وہ اس
قسم کے اشعار بدل دیتے اور آئندہ کیلئے نمونہ بن جاتے۔

موجودہ دور کے نعت گو شعراء میں صرف جناب اعظم چشتی
صاحب کے چند اشعار پیش کرتا ہوں۔ جن کا نعتیہ کلام ملک کے مقبول
اور کثیر الاشاعت رسائل و جرائد کی زینت بن رہا ہے اور ریڈیو پاکستان
سے بھی اکثر فردوس گوش ہوتا رہتا ہے۔ بہت اچھی نعتیں لکھتے ہیں،
پڑھتے بھی خوب ہیں، آواز پاٹ دار اور گلے میں قدرتی سوز ہے۔
پڑھتے وقت مجسم شعر بن جاتے ہیں۔ نوجوان شاعر ہیں، تاریخ نعت
گوئی کو ان سے مستقبل میں کافی توقعات ہیں۔ (یاد رہے کہ یہ مضمون
اس وقت لکھا گیا جب محمد اعظم چشتی زندہ تھے) جناب کوثر نیازی نے ان
کے مجموعہ کلام پر دیباچہ لکھتے ہوئے موصوف کو نعت خوان اعظم کہا ہے۔
دیباچے میں ایک جگہ لکھا تھا:

وہ نعت کیلئے غزل کا بیر استعمال کرتا ہے مگر شریعت کا مزاج
برہم نہیں ہوتا۔ (۳)

مگر جہاں تک احقر نے ان کے کلام کا مطالعہ کیا ہے بعض
جگہ موصوف کا قلم بھی شاہراہ شریعت کو چھوڑ کر الوہیت کی حدود میں
ہو گیا ہے، جس سے شریعت کا مزاج تو کیا پورا نظام شریعت ہی درہم
برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔

موصوف کا یہ شعر ملاحظہ ہو:

انسانیت کو بخشی وہ معراج آپ نے
ہر آدمی سمجھنے لگا ہے، خدا ہوں میں (۴)
موصوف کے نزدیک سرور کون و مکان ﷺ نے انسانیت
کو جہالت اور بت پرستی کی پستی سے اٹھا کر اعلیٰ اخلاق کا درس دے کر
وہ عروج بخشا کہ ہر آدمی اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگ گیا ہے۔

نبی اکرم، ہادی اعظم ﷺ عالم انسانیت کو توحید کا سبق دینے
اور سب کو ایک خدائے وحدہ لا شریک کے سامنے جھکانے کیلئے تشریف
لائے تھے نہ کہ نعوذ باللہ انسانوں کو خدا بنانے کیلئے۔ ایک انسان شرف
انسانیت سے کتنا ہی مشرف کیوں نہ ہو جائے، کتنا ہی عروج کیوں نہ
پالے لیکن اتنی ترقی ہرگز نہیں کر سکتا کہ وہ خدا ہو جائے۔ بندوں
کو خدا سمجھنا انسانیت کا منزل تو ہے معراج ہرگز نہیں۔

ایک اور شعر ہے:

عبد و معبود میں ہے نسبت تام
ہے محمد بھی احمد بے مسم (۵)
موصوف کے نزدیک بندے اور خدا میں اس درجہ مکمل
نسبت ہے کہ بایں تعلق و نسبت حضرت محمد ﷺ بے مسم کے احمد یعنی
احد (خدا) ہیں۔ (استغفر اللہ)

مزید لکھا ہے:

عقل کہتی ہے مثلاً کہے
عشق چاہ ہے خدا کہے
مفہوم ظاہر ہے۔ نہ جانے اعظم صاحب اپنے اشعار میں
لفظ خدا کن معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔

مزید ملاحظہ ہو:

نہاں تا بود در پردہ، خدا بود
چوں ظاہر شد، محمد مصطفیٰ بود (۶)
اعظم چشتی صاحب کے نزدیک وہ جب تک پردے میں تھا

۳: "نور اعظم" ص: ۴۱۔

۴: "نور اعظم" ص: ۵۷۔

۵: "نور اعظم" ص: ۶۱۔

۶: "نور اعظم" ص: ۶۶۔

اس کا نام خدا تھا اور جب پردے سے ظاہر ہوا تو محمد مصطفیٰ بن گیا۔ یہ شعر حافظ عیسیٰ بھٹی کے اردو شعر کا فارسی ترجمہ جو پیچھے مذکور ہوا۔ یہ بھی لکھا ہے:

آگنی سامنے آنکھوں کے اللہ کی صورت
آئے سرکار جو اللہ کی برہاں بن کرے
یعنی ان کے نزدیک رسول کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی ایسی روشن دلیل بن کر تشریف لائے کہ خدا کی صورت ہی سامنے آگئی..... کیا خدا کی بھی شکل و صورت ہے؟ کیا حضور ﷺ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میری صورت خدا جیسی ہے یا میں خدا کا ہم شبیہ ہوں؟ یہ شعر بھی قابل غور ہے:

خالق عرش، سر عرش، بہ صد رعنائی
جلوہ فرما ہے یہ انداز دگر آ کی رات (۸)
موصوف کے نزدیک اللہ رب العزت معراج کی رات میں تمام رعنائیوں کے ساتھ کسی دوسرے ہی انداز میں سر عرش جلوہ افروز تھا..... لفظ رعنائی خالق عرش کیلئے غور طلب ہے۔ جب کہ علمائے کرام نے حبیب خدا کیلئے بھی اس لفظ کا استعمال منع فرمایا ہے۔ غور طلب ہے کہ اس بے نیاز کورعنائیوں کی ضرورت ہی کیا؟ کیا پہلے وہاں کسی چیز کی کمی ہے؟ جتنے سنورنے اور آرائش حسن و زیب و زینت کی احتیاج انسان کو ضرور ہے لیکن وہ بے نیاز تو تو رہی نور ہے جس میں نہ کی ممکن نہ زیادتی۔ خود میرے نانا جان، حضرت مولانا حافظ سید راحت علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ جواپنے دور کے جید عالم تھے اور جو دھپور کے جید علماء میں جن کا شمار تھا اور جن کی نظر علوم شرعیہ میں بڑی گہری تھی، وہ بھی اسی طرح بھٹک گئے تھے۔

چنانچہ موصوف کا ایک شعر ہے:

مدح سرور ہر دو جہاں ہے
زبان اللہ کی، میری زبان ہے
اس شعر میں دوسری گرفت ہیں۔ ایک تو ذات باری تعالیٰ کی زبان بتانا خلافت وہ زبان سے پاک ہے۔ دوسرے اپنی زبان کو

زبان قدرت سے تشبیہ دینا اور مدحت نگاری میں ہمدردی کا دعویٰ..... مندرجہ بالا تحریر و تنقید سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ میدانِ نعت گوئی میں بڑے بڑے شہسوار ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ اس پہل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر جانا ہر کسی کا کام نہیں۔

حاشا للہ! مندرجہ بالا اشعار پیش کرنے سے میرا مقصد ہرگز ان حضرات کو نشانہ تنقید نہیں ہے اور نہ یہ میرا منصب ہے۔ لیکن یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ گلستانِ نعت چمن آرائی و چمن بندی میں ان بزرگوں کے دامن شاعری بھی کانٹوں میں الجھ جانے کی وجہ سے دریدہ نظر آتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ اللہ بن رک و تعالیٰ کے حبیب ہیں، مظہر کامل ہیں، سراپا نور ہیں، خدا کی عطا سے مالک خزان اللہ اور قائم نعمت البیہ ہیں، خیر البشر اور افضل الخلق ہیں، بہ عطاء الہی و اتائے غیوب ہیں، باعث ایجاد خلق ہیں، بعد از خدا سب بزرگ و برتر ہیں لیکن خدا ہرگز نہیں بلکہ خدا کے بندے اور سب سے بزرگ و بزرگوار رسول ہیں۔

نعت میں مبالغہ جائز کسی مگر اس حد تک بھی نہیں کہ فرق مراتب کی تمام حدود و پامال بنو جائیں اور عبد و معبود میں کوئی امتیاز ہی باقی نہ رہے..... پھر یہاں مبالغے کی ضرورت کیا جبکہ ممدوح پاک و جلیل و سر ایا روشن حقیقت ہیں۔ آپ کا ہر وصف مبنی بر صداقت اور آپ کی ادائیگی جاگتی چھائی ہے۔ یہاں مبالغے کا سہارا لینا آخر کس غرض سے؟

اس کے برعکس جب آپ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کریں گے تو ہرگز اس قسم کی آلودگی نہ ملے گی۔ آپ کا کلام افراط و تفریط سے پاک اور مبالغہ آرائی سے مبرا ہے۔ قرآن و حدیث کے مطابق ایسے سلیقے سے آراستہ کیا ہے کہ شاعرانہ عظمت کی تصویر منہ سے بول رہی ہے۔ یہی وہ خصوصیات ہیں جو آپ کو نعت گو اساتذہ میں منفرد مقام دلوائتی ہیں۔ آپ نے گلستانِ نعت کو ایک ماہر فن باغبان کی حیثیت سے سجایا ہے اور اس میں رنگارنگ گل بوٹوں کا اضافہ کیا ہے، جن کی شگفتگی اور تازگی میں جمال مصطفویٰ کا شباب و نکھار اور عشق حبیب کی ابدی خوشبو اور بہار ہے۔

کیا صفر میں بلائیں اترتی ہیں؟

مولانا فضل علی قادری الاشرفی

”قرآن کریم“ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:
”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ
بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ“

”اے ایمان والو! کثیر ظن سے بچنا سوائے کہ بعض ظن (گمان)
گناہ ہوتے ہیں۔“ (جس کا ثبوت نہ ہو)
ایسے ہی لوگ فال لیتے ہیں، اچھی فال لیتا درست ہے لیکن
بد فال لینا بدگمانی کرنا ممنوع ہے۔

”لا اعدوی“

عرب والوں میں مشہور تھا کہ بیماریوں میں عقل و شعور ہوتا
ہے اور وہ بیماری اڑ کر دوسرے کو لگ جاتی ہے تو اس حدیث پاک نے
اس نظریہ کو باطل کیا ہے۔

اگر اس حدیث کو عموم پر رکھیں تو پھر ڈاکٹروں اور طبیبیوں کا
نظریہ بھی باطل ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ بعض بیماریاں متعدی ہوتی
ہیں۔ جیسے جذام، خارش، چیچک، منہ یا بخل کی بو، آشوب چشم، وبائی
بیماریاں۔

اس حدیث نے تمام دھوکوں اور اس طرح کے خیالات کو
دور کر دیا۔ آج کل تو لوگ اتنے جدید ہو گئے ہیں کہ ایک دوسرے کے
گلاس میں پانی تک نہیں پیتے اور نفرت کرتے ہیں کہ کہیں کوئی بیماری نہ
لگ جائے۔ اس حدیث شریف نے اس دہم کو بھی دور کر دیا:

حالانکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

”مؤمن کے جوٹھے میں شفاء ہے۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوِي وَلَا طَيْرَةَ وَلَا هَامَةً
وَلَا صَفَرَ وَفَرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَقَرُّ مِنَ الْأَسَدِ“ (۱)
”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا نہ مرض کا اڑ کر لگنا ہے، نہ پرندہ، نہ اُلو اور صفر کوئی
چیز نہیں اور کوڑھی سے ایسے بھاگے جیسے شیر سے تم بھاگتے ہو۔“

آج کل ہمارے معاشرے میں ایسا رواج ہے کہ اگر طبیعت
اور خواہش کے خلاف کوئی کام ہو جائے یا کوئی نقصان ہو جائے تو فوراً
شکوہ و شبہات میں پڑ جاتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں پر الزام لگانا
شروع کر دیتے ہیں کہ اس نے مجھ پر جادو کیا ہے جب تک ثبوت نہ ملے
اس وقت تک کسی کے خلاف بدگمانی کرنا جائز نہیں۔

حدیث شریف میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”لَا يُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَوْقَهَا أَوْ دُونَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ“

”کہ بندے کو کوئی بھی تکلیف نکتہ کے برابر یا اس سے زیادہ
یا اس سے کم پہنچے یہ اس کے گناہوں کے سبب ہے۔“

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی آیت پڑھی:

”وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ“

”اور تمہیں جو مصیبت پہنچے وہ تمہارے ہاتھوں کی وجہ سے

ہے۔“

۱: ”مباحثی“

”وَلَا طَيْرَ“

”طیرہ“ ”طا“ کے زریا اور ”یا“ پر زبر پڑھنا اور ”یا“ ساکن پڑھنا دونوں طریقوں سے۔

اہل عرب جب کسی کام کیلئے نکلتے تو پرندہ چھوڑتے اگر پرندہ داہنی جانب مڑ جاتا تو وہ کام کرتے اور اگر بائیں جانب مڑ جاتا تو اس کام سے رک جاتے اور اگر اوپر نیچے جاتا تو کہتے اس کام میں دیر ہے۔ اس غلط عقیدہ کو بھی باطل کر دیا کہ ”طیرہ“ کچھ بھی نہیں۔ بدقالی جائز نہیں ممنوع ہے۔ اس کو حدیث شریف میں مشرکوں کے عمل سے تعبیر کیا گیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الطَّيْرَةُ شِرْكٌ قَالَ لَهُ ثَلَاثًا وَمَا مِنْهَا إِلَّا وَلَكِنَّ اللَّهَ يَذْهَبُ بِالتَّوَكُّلِ الْيُودَاؤُدَ۔“

”کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدشگوننی شرک ہے (مشرکوں کی رسول میں سے ہے) اسکو تین مرتبہ فرمایا۔ اور ہم سے نہیں مکر اللہ اس کو توکل کے سبب ختم کر دیتا ہے۔“

جتنا توکل مضبوط ہوگا اتنا ہی وہ بدشگوننی سے محفوظ ہوگا۔

لیکن اجمعی قال لینا درست اور جائز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعْجِبُهُ إِذَا خَرَجَ لِحَاجَةٍ أَنْ يَسْمَعَ يَارَأْسُكَ يَا نَجِيبُ۔“

”حضور ﷺ صَلَواتُہُ وَسَلَامُہُ عَلَیْہِمَا وَاٰلِہٖمَا وَسَلَّمَ جب کسی کام کیلئے نکلتے تو آپ کو پسند ہوتا کہ آپ مبارکباد یا نجیبہ سنیں۔“ (۲)

”آپ اگر کسی بستی میں جاتے تو اس کا نام پوچھتے اگر اس کا نام آپ کو پسند ہوتا تو آپ خوش ہوتے اور خوشی آپ کے چہرے سے ظاہر ہوتی۔“ (۳)

”وَلَا هَامَةَ“

عرب والوں کا خیال تھا کہ میت (مقتول) کے سر یا روح سے پرندہ بن جاتا ہے اور وہ پانی مانگتا رہتا ہے جب تک مقتول کا بدلہ نہ لے۔“

اور بعض لوگوں کا نظریہ تھا کہ میت مقتول کی روح اٹھ کر شکل میں آجاتی ہے اور جس گھر میں بیٹھ کر وہ بولے تو وہ گھر ویران ہو جاتا ہے اس نظریہ کو باطل کیا کہ بدقالی یہ کوئی چیز نہیں۔

”وَلَا صَفْرَ“

وجہ تسمیہ صفر کا معنی ہے خالی ہونا:

”لِخَلْوِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَخَلْوٍ مَنَكَزٍ لَهُمْ مِنَ الزَّادِ۔“
”کہ انکے گھر طعام (کھانے) اور زاد سے خالی ہوتے۔“

دوسری وجہ:

ذوالحجۃ ذوالقعدہ اور محرم میں لڑائی نہ لڑتے تھے ان مہینوں

میں ان کے نزدیک جنگ و جدل کرنا جائز نہ تھا جو نبی محرم ختم ہوتا تو اپنے گھروں سے نکل جاتے اور گھروں کو خالی چھوڑ جاتے اس وجہ سے اس کو صفر کہتے ہیں۔

صفر سے مراد یا تو یہی ماہ صفر ہے جس کو اب بھی لوگ منھوس کہتے ہیں حالانکہ ان کا زعم (گمان) باطل ہے اسلئے کہ قرآن وحدیث میں اس کی نحوست پر کوئی دلیل نہیں یہ محض لوگوں کے خیالات باطلہ اور زعم قاسدہ ہیں۔

”قرآن کریم“ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ ثَلَاثَ عَشَرَ شَهْرًا فِيْهِ كِتَابَ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ۔“

”اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ (۱۲) ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جب سے زمین آسمان بنے ہیں ان میں چار مہینے عظمت و کرم والے ہیں۔“

اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے اور ذوالحجۃ پر ختم ہوتا ہے اسلامی سال میں ۳۵۴ دن اور دن کا تہائی حصہ ہوتا ہے اور اسلامی مہینہ کبھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۳ پر۔۔۔۔۔

۲۔ ”ترمذی“

۳۔ ”ابوداؤد“

امیر المؤمنین سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت محمد ﷺ الفاتح کی نظیر

مولانا شہزاد احمد مجیدی چوراسی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی معروف بہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات برصغیر پاک و ہند میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے آپ ہی کے بارے میں کہا تھا:

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لہ پر
وہ خاک گرہ جو زیر فلک ہے مطلع انوار

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں ایک بہت بڑے قتلے نے جنم لیا، ہندوستان کے محل بادشاہ اکبر نے مسلمانوں اور ہندوؤں کو ملا کر ایک نیا دھرم دین اکبری ایجاد کیا اور اس خود ساختہ دین کو دین الہی کا نام دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس قتلے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اس کا قلع قمع کیا اور فاروقی ضرب سے اسے ہمیشہ کیلئے جہنم رسید کر دیا۔ چنانچہ آج اس دین کا ایک بھی پیروکار نہیں ملتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امت مسلمہ کو مکتوبات کی صورت میں علوم و معارف کا ایک عظیم اور بے مثال تحفہ عطا فرمایا جو صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی اپنی افادیت کو قائم رکھے ہوئے ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سید محمود کے نام ایک مکتوب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یوں لکھا:

”چہ اہن بزرگواران رادر اول صحبت خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات بطریق اندراج نہایت کہ در ہدایت آن مسر میشد کہ کمل اولیاء امت رادر نہایت کم است کہ دست دہد لہنلو وحشی قاتل حمزہ علیہ

۱۔ مکتوبات امام ربانی ۷۴/۱ مکتوب ۵۸ در مطبع نولکشور لکھنؤ۔

الرحمۃ کہ یک بار در صحبت خیر البشر سیدہ بود از او پس قرنی کہ خیر التابعین ست افضل آمد سبیل عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایہما افضل معاویہ امر عمر ابن عبدالعزیز فقال الغبار الذی دخل انف فرس معاویہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر من عمر بن عبدالعزیز کذا مر قس باید اندیشید گمروہے کہ در ہدایت ایشان نہایت دیگران مستدرج مگرد و نہایت ایشان چہ خواہد بود و در درک دیگران چہ طور خواہد گنجید۔“ (۱)

”ان بزرگوں کو حضور خیر البشر علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی پہلی صحبت میں ہی بطریق اندراج نہایت در ہدایت وہ کچھ میسر آ گیا جو کامل اولیاء امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی کم ہی میسر آتا ہے۔ لہذا وحشی علیہ الرحمۃ قاتل سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صرف ایک بار صحبت خیر البشر علیہ وعلیہ السلام میں پہنچا، حضرت اویس قرنی سے جو خیر الالبین ہیں، افضل قرار پایا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا حضرت معاویہ افضل ہیں، یا حضرت عمر بن عبدالعزیز؟ تو آپ نے جواب دیا:

”وہ غبار جو حضور علیہ وعلیہ السلام کے ساتھ حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی درجے عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔ تو سوچنا چاہیے کہ جس گروہ کی ابتداء میں دوسروں کی نہایت درج ہے، ان کی نہایت کیسی ہوگی، اور دوسروں کے علم میں ان کی نہایت کیسی آسکتی ہے؟

خان اعظم کے نام ایک دوسرے مکتوب میں یوں لکھا:

در فروع ست و مشخصے کہ طاعن بعض است از متابعت
جميع محروم ست۔“ (۴)

”ان کا آپس میں اصول کے اندر قطعاً کوئی اختلاف نہ
تھا۔ ان کا آپس کا اختلاف صرف فروع سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ شخص
جو بعض صحابہ میں عیب نکالتا ہے سب کی متابعت سے محروم ہے۔“

آپ نے دونوں گروہوں کو باجوہ قرار دیا ہے، چنانچہ اپنے
مکتوب میں یوں لکھا ہے:

”اختلافی کے درمیان اصحاب پیغمبر علیہ وعلیہم
الصلوات والتسلیمات واقع شدہ نہ از هوای نفسانی بود چہ
نفوس شریفہ ایشان تزکیہ یافتہ بودند و از امارت گے باطمینان رشیدہ
هوای ایشان تابع شریعت شدہ بود بلکہ آن اختلاف مبنی
بر اجتهاد و ادب و ادعائے حق پس مخطی ایشان نیز درجہ واحدہ
دارند و عند اللہ مصیب راحہ درجہ اند پس زبان را از جفای ایشان
باز باید داشت و ہلہ را بہ نیکی یاد باید کرد۔“ (۵)

”اختلاف جو حضور علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام میں
واقع ہوئے ہرگز خواہش نفس کے تحت نہیں تھے۔ کیونکہ ان بزرگوں کے
نفوس تزکیہ حاصل کر چکے تھے اور امارت کے نکل کر اطمینان کے مقام
پر فائز ہو چکے تھے۔ ان کی خواہشات شریعت کے تابع ہو چکی تھیں۔
بلکہ وہ اختلاف اجتہاد و حق کی سر بلندی پر مبنی تھا۔ لہذا جو خطا پر تھے ان
کے لیے ایک درجہ ثواب ہے اور جو حق پر تھے انھیں دو درجہ ثواب حاصل
ہوگا۔ اس لیے زبان کو ان کی شان کے خلاف کچھ کہنے سے روکنا چاہیے
اور سب کو اچھائی سے یاد کرنا چاہیے۔“

حضرت خواجہ ہاشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت خواجہ
باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی
سوانح حیات پر ایک کتاب ”زبدۃ القامات“ لکھی ہے جس میں ایک

”شخص سے از عبد اللہ بن مبارک قدس سرہ سوال
کردا ہما افضل معاویہ ام عمر بن عبد العزیز قال الغبار الذی
دخل انف فرس معاویہ تبع رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
والآلہ وسلم خیر من عمر بن عبد العزیز کذا مرقدہ“ (۲)

”ایک شخص نے عبد اللہ بن مبارک قدس سرہ سے سوال کیا:
”امیر معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز؟“
تو آپ نے جواب دیا:

”وہ غبار جو حضور علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں حضرت
معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخل ہوا وہ کئی مرتبے
عمر بن عبد العزیز سے افضل ہے۔“

میں عبارت مکتوبات ۱/۲۰۵ مکتوب ۲۰۷ میں بھی موجود ہے۔
کسی بھی صحابی میں عیب تلاش کرنے والے کو آپ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں عیب نکالنے والا قرار دیا ہے۔
مرزا فتح اللہ حکیم کے نام ایک مکتوب میں یوں لکھا ہے:

”طعن کردن در اصحاب فی الحقیقہ طعن
کردنست بہ پیغمبر خدا جل شانہ (مؤمن رسول اللہ من امر
یوقر اصحابہ) چہ خبت اینہا منجر بہ خبت صاحب ایشان
میشود و نہ ذی اللہ سبحانہ من هذا الاعتقاد السوء۔“ (۳)

”صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں عیب نکالنا
در حقیقت پیغمبر خدا جل شانہ کی ذات میں عیب نکالنے کے مترادف ہے:
اس شخص کا رسول خدا پر بھی کوئی ایمان نہیں جو صحابہ کرام کی تعظیم و توقیر
کا منکر ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام میں یہ خبت و خرابی کا پایا جانا در حقیقت
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں خبت و خرابی ہونے کا باعث ہے۔
ہم ایسے برے اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔“

صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات کے بارے میں ایک
مکتوب میں یوں لکھا ہے:

”ہرگز در اصول اختلافی ندارند مگر اختلاف ست

۲: مکتوبات إمام ربانی ۱/۸۴۶ مکتوب ۶۶۔

۳: مکتوبات إمام ربانی ۱/۱۰۳ مکتوب ۸۰۔

۴: مکتوبات إمام ربانی ۱/۱۰۴ مکتوب ۸۰۔

۵: مکتوبات إمام ربانی ۱/۱۰۵ مکتوب ۸۰۔

طالب علم کے ساتھ پیش آنے والا ایک واقعہ یوں نقل کیا ہے:

”ایک نوجوان جو سادات سے اور آپ کے طالب علموں سے تھا اور راقم الحروف سے شناسائی رکھتا تھا۔ ایک روز آبدیدہ ہو کر راقم کے پاس آیا اور ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کیا جو آپ کے اعظم خوارق سے تھا۔ وہ یہ کہ اس نوجوان نے بیان کیا کہ مجھے محاربان حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیساتھ سوہ عقیدت تھی۔ ایک روز اتفاق سے آپ کے مکتوبات کا مطالعہ کر رہا تھا۔

چنانچہ ایک مکتوب میں نے دیکھا کہ آپ نے تحریر فرمایا کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شتم معاویہ کو شتم حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر جانتے تھے اور جو حد شاتم حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تجویز کرتے تھے وہی حد شاتم معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کیلئے۔ اس مضمون کو پڑھ کر میں نہایت برآشتہ ہوا اور یہ کہہ کر کہ یہ آپ نے کیا لکھا ہے۔ مکتوبات سرہانے کی طرف زمین پر ڈال کر سو رہا۔ شب کو آپ کو خواب میں دیکھا کہ بغیض و غضب تمام آپ نے میرے دونوں کان ملے۔ اور فرمایا اے طفل نادان تو ہمارے مکتوب پر اعتراض کرتا ہے اور اسے زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر تو ہماری بات کو ہادور نہیں کرتا تو آئیں تجھے اس شخص کے پاس لے چلا ہوں، جو تجھے پسند ہے۔ غرض آپ مجھے سمجھ کر ایک باغ کی طرف لے گئے اور مجھے باغ کے کنارہ پر چھوڑ کر آپ ایوان کے اندر گئے۔ جس میں ایک بزرگ نورانی صورت بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ جو اشع تمام سلام علیک کر کے اُنکے سامنے دوڑا تو وہ بیٹھے گئے اور کچھ گفتگو کی۔ ان بزرگ نے دُور سے میری طرف نگاہ کی اور کچھ اشارات کیے گویا میری بابت کچھ فرما رہے ہیں۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آپ اُٹھے اور مجھے اُنکے نزدیک لے گئے۔ فرمایا جو تشریف فرما ہیں حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ سنو یہ کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام علیک کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ہرگز ہرگز اصحاب رسولؐ کیساتھ سوہ عقیدت نہ کرنا۔ اس بات کو ہم اور ہمارے بھائی ہی جانتے ہیں کہ کس نیت خیر کیساتھ ہمارے منازعت واقع ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے خواجہ صاحب کا نام لے کر فرمایا جو کچھ یہ کہتے ہیں ہرگز اُن کی صحبت سے منہ نہ موڑنا۔ جب میں نے دل کی طرف رجوع کیا۔ تو دل ابھی صاف نہیں ہوا تھا۔ اور وہی سوہ عقیدت موجود تھی۔ آپ نے (حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) مجھے ایک طمانچہ مارنے کیلئے اشارہ کیا۔ خواجہ صاحب نے نہایت زور سے میری گدلی پر ایک طمانچہ مارا۔ اس کے بعد میں نے دل میں کہا تو نے ان لوگوں کی عداوت آپ کی محبت و رضامندی کے لیے اختیار کی تھی۔ لیکن آپ ناخوش ہوتے ہیں تو اب تو دل سے ان کی عداوت نکال ڈال۔

چنانچہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ میرا دل صاف ہو گیا۔ بعد ازاں میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ اور اب میں اُسی طرح اپنے سینہ کو عداوت سے صاف پاتا ہوں۔ اور اس جواب و خطاب کی لذت اب تک دل میں موجود ہے۔ اور حضرت خواجہ صاحب کے معارف کے ساتھ اعتقاد و حوصلہ زائد ہو گیا۔“ (۶)

یہ ہیں صحابہ کرام علیہم السلام کے بارے میں میرے پیارے مرشد حضرت مجدد بنی ہاشم علیہ السلام کے ارشادات طیبات، اُنکے ہوتے ہوئے ہمیں کسی پر فُور کی گھٹیا ”تحقیق“ کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں زبان درازی کرنے والوں کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ آج محبت اہل بیت کو اڑھتا کر یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہیں یوم حساب جب یہ سب کچھ سامنے آئے گا تو پھر حضرت علیؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاں ہم شیر و شکر ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہوں گے اور منکرین مناقب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہیں بھی جائے پناہ نہیں ہوگی۔ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں دُڑا ہوگا جس سے آپ گستاخان معاویہ کی خوب پٹائی کریں گے، اُس وقت جو حال ہوگا وہ ناقابلِ برداشت ہوگا۔ اس لیے دُروا اس وقت سے جب شیر خدا کے ہاتھوں سے دُڑے کھانے پڑیں گے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

مرتبہ عالی

حاجی محمد ایوب منگا

علی اللہ جیل

پھوپھانٹر

علی رضا منگا

0333.8499084

پھوپھانٹر

اورنگزیب منگا

0333.8496721

امپورٹڈ ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

ڈائمنڈ کی ورائٹی کیلئے تشریف لائیں

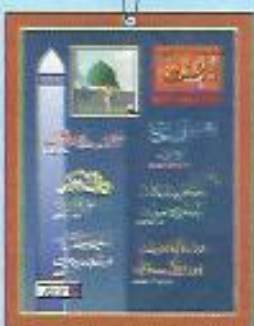
قادر بہ اشرفیہ گرافکس 0346.6873918
جامعہ اشرفیہ حق پورہ 0312.6873918

حیدر گولڈ پلازہ، صرافہ بازار، گجرات

Ph:053.3511327

2012 اہل سنت

کے شماروں کے ناموں کی ایک جھلک



0333.8403147
0313.9292373

دفتر ماہنامہ "اہل سنت" بالمقامہ الشریعہ عالمی مرکز گجرات